مرتبہ

خادمِ اہلسنت

محمود اقبال

خلافت راشدہ اکیڈمی

منڈی حاصل پور فون ۷۹۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	شیعیت کا آپریشن
مرتب	محمود اقبال
قیمت	۱۸ روپے
پہلا ایڈیشن	ستمبر ۱۹۸۹ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	خلافت راشدہ اکیڈمی حاصل پور

ملنے کا پتہ

سنی نیوز ایجنسی

فون ۷۹۱

حاصل پور

ضلع بہاولپور

فہرست

باب پنجم ۸۴—۹۹

باب ششم ۱۰۰—۱۱۱

باب ہفتم ۱۱۲ — ۱۳۰

باب ہشتم ۱۳۱ — ۱۴۷

عرضِ مؤلّف

میں مہینوں کی جگر سوزی اور جگر کادی کے نتیجے میں متعلقہ موضوع پر ٹھوس اور مستند مواد پر مبنی کتاب سُنی برادری کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ـــــــ کیوں ؟

اس لیے نہیں کہ مجھے کسی فرد یا طبقہ سے عناد یا دشمنی ہے یا میں امن و آشتی کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے رات دن کا چین اور آرام قربان کر کے ان تنکوں کو اس لیے جوڑا کہ شیعہ سُنی بھائی بھائی کے جھوٹے مکارانہ اور پُر فریب نعرہ و دعویٰ کی قلعی کھل سکے۔ میں نے اپنی طرف سے کم سے کم لکھا شیعہ حضرات کے عقائد و نظریات اور مسلمات کو سامنے رکھ کر گویا

زبان میری ہے بات ان کی

کے مصداق ایسا آئینہ تیار کیا ہے جسے دیکھ کر شاید شیعہ شرم کھائیں اور سُنی خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں۔

ایسا ہو جائے تو میری خوش قسمتی اور ذریعہ نجات!

محمود اقبال

حاصل پور شہر

قارئین کی خدمت میں گذارش

زیر نظر کتاب شیعیت کا آپریشن میں شیعہ مذہب کی مختصر سی تصویر پیش کی گئی ہے۔ تاکہ شیعہ مذہب کی اصلیت سب مسلمانوں کو معلوم ہو سکے۔ اس کتاب میں زیادہ تر حوالے شیعہ کتب سے دیئے گئے ہیں۔

سنی حضرات کتب اسلامی ہی نہیں پڑھتے شیعہ لٹریچر پڑھنے کا ان کے پاس کہاں وقت ہے۔

غیر سنی حضرات اگر تنقید پسند کریں تو مطالعہ نہ کریں لیکن جو حضرات تقابلی مطالعہ سے تحقیق کرنا چاہیں تو یہ کتاب ان کے لئے بڑی دلچسپ ثابت ہو گی۔ خصوصاً اہل سنت حضرات اپنے مذہب کے تحفظ اور شیعیت کو جاننے کے لئے اس کا مطالعہ ضرور کریں۔

کتاب کا انداز بیان تحقیقی اور علمی ہے فضولیات اور سوقیانہ گفتگو ہم اہل سنت کے شایاں نہیں جہاں گنتی کے چند مقام اگر آپ کو تلخ نظر آئیں تو معذرت خواہ ہوں کیونکہ قرآن کریم۔ منصب رسالت اور اصحاب رسولؐ کے دفاع میں غیرت کا تقاضا یہی تھا۔

حوالہ جات سنی و شیعہ کے معتبر مصادر سے بڑی

محنت سے خود مطالعہ کے بعد فراہم کئے ہیں ضمانت دی جاتی ہے کہ وہ برمحل اور درست ہیں انعام بازی اور اشتہار فروشی اہل علم کے مناسب نہیں کسی حوالہ کو غلط ثابت کرنے والے کا میں علمی لوحامان لوں گا۔

محمود اقبال
حاصل پور شہر
ضلع بہاول پور

راقم مولف ان تمام احباب کی حوصلہ افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۔

اگر تم (قدمے درمے سخنے) اللہ کے دین کی مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط کرے گا۔

تعارف

اے مسلمانو! اے پاکستانیو! اے میری قوم کے نوجوانو! کیا تمہیں ملک جسے پاکستان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے پیارا وطن عزیز ہے؟ اگر ہے۔ تو آؤ میں تمہیں ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرتا ہوں۔ جس میں یہ وطن عزیز گھرا ہوا اور دوچار ہے اور وہ ہے اس کی آزادی کا خاتمہ بلکہ میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ خود اس ملک کا خاتمہ۔ کیا تمہاری غیرت یہ گوارہ کر سکتی ہے کہ کل تاریخ میں یہ لکھا جائے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے بڑی زبردست قربانیاں پیش کرنے کے بعد ایک ملک پاکستان بنایا تھا۔ جس کی خاطر اس مسلم قوم کی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں نے اپنا سب کچھ لٹا دیا تھا۔ جہاں ان کا ارادہ تھا کہ قرآن وسنت کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔ لیکن جنہوں نے اپنی نااہلی۔ جہالت کی بنا پر اور سب سے بڑھ کر یہ کہ منافقین۔ کفار ومرتدین کی تراشی ہوئی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے چکر میں آکر اس ملک کو چند برسوں میں ختم کر ڈالا اور روئے زمین سے اس کا نام تک مٹا ڈالا۔ کیا تمہیں یہ گوارہ ہے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ فرزندان اسلام اور اسلام کا نام لینے والے یعنی مسلمین اور ان کا ایک ایک بچہ ہرگز ہرگز یہ گوارہ نہ کرے گا۔ کہ مندرجہ بالا اظہار کردہ خطرات عملی جامہ پہن سکیں۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان دو صورتوں میں پہلی صورت خاکم بدہن کب اور کیسے رونما ہو سکتی ہے اور دوسری صورت یعنی اس خطرہ سے بچاؤ کیسے ممکن ہے۔؟

اس ملک کی گاڑی سابقہ چالیس ۴۰ سالوں سے جس طرح چل رہی ہے۔ اگر اسے اس طرح چلنے دیا جائے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ لائی جائے اور اس طرح کافر و مرتدین کی سازشوں کو پروان چڑھنے دیا جائے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے (خدانخواستہ) بغداد اور سپین جیسا ہو ہی جائے گا۔ اس کی ایک ہلکی سی ہی جھلک مشرقی پاکستان کا سانحہ ۱۹۷۱ء والا المیہ ہمارے سامنے ہے۔ جس میں صرف ساڑھے چوبیس سال کے عرصے میں آدھا ملک ختم ہو گیا۔ باقی ماندہ ملک کے ختم ہونے کو میرے خیال میں کوئی مسلم اور کوئی غیور پاکستان گوارہ کرنے کو ہرگز ہرگز تیار نہ ہو گا۔ بلکہ اسی کے خلاف جہاد کرنے کے لیے ضرور تیار ہو جائے گا تاکہ وطن عزیز ہی سلامت رہ سکے۔

رہ گئی دوسری صورت۔ یعنی اس ملک کا دفاع اور بچاؤ اور اس ملک کو باقی رکھنا اور اس کی آزادی کو برقرار رکھنا تو اس کے لئے ہمیں ایک جہاد کرنا ہو گا۔ جہاد کس کے خلاف اور علم کے راستے میں روڑے اٹکانے والوں کے خلاف۔ یعنی

اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں اور ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ اور ناموس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت و عظمت کا تحفظ ہے۔ جس میں ہماری اور پورے عالم اسلام کی بقا ہے۔ ملک کے اندرونی دشمنوں کے خلاف آستین کے سانپوں کے خلاف یہودی سازش کے ایجنٹوں کے خلاف جو پچھلے چالیس ۴۰ سال سے کھل کر سامنے آ چکے ہیں اور جن کی کوشش ہے کہ پوری قوم کو جاہل بنا دیا جائے۔ اور اس کی آزادی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ پس سوال یہ ہے کہ جہاد کس طرح کیا جائے۔ اس سوال کا جواب یہاں دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

مسئلہ کا تاریخی پس منظر

جس طرح یہ حقیقت ہے کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ اسی طرح حقیقت ہے کہ پاکستان کے معنی کیا ہیں؟ لا الٰہ الا اللہ اور پاکستان کا مقصد کیا؟ محمد رسول اللہ یہ نعرے پاکستان بننے سے پہلے کس لئے لگائے تھے۔ ؟ کیسے لگائے تھے؟ ۔ کیا پاکستان کو اسلامی مملکت بنانے کے لیے نہیں لگائے گئے تھے۔ ؟ جب یہ نعرے لگائے گئے تھے تو کیا ہمارے لیڈر منافقانہ طور پر یہ نعرے لگوا رہے تھے۔ ؟ یا مسلمانانہ طور پر؟ ۔ آپ سب کہیں گے کہ یہ نعرے منافقانہ طور پر نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے لگائے جا رہے تھے۔ اگر آپ اسے منافقانہ قرار دیں تو آپ کے تمام تر بڑے لیڈر منافق ٹھہریں گے۔ اس لئے آپ یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے کہ نعرے منافقانہ طور پر لگائے گئے تھے۔ بلکہ یہ نعرے سچائی کو سامنے رکھ کر لگائے۔

ہندو خیال پرستی سے ہٹتے ہوئے خالص ایمانی جذبے کے ساتھ پوری قوم کے مسلمانوں نے یہ نعرے لگوائے تھے۔ اس کے نتیجے میں پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ مسلمانوں نے اس اسلامی ملک کی خاطر زبردست جانی اور مالی قربانیوں کا نذرانہ پیش کیا۔ پس اگر کوئی منافق یا مرتد یا دشمن اسلام اس ملک کو اسلام کی بجائے غیر اسلام کی طرف لے جانا چاہے یا چاہتا ہو یا اس کے تشخص اسلامی کو کھٹائی میں ڈالنا چاہتا ہو۔ تو ہمیں پورا حق پہنچتا ہے۔ کہ ہم اس کے خلاف جہاد کریں۔ اس کا سر

کچل دیں۔ اور منافقین اور دشمن اسلام ان کے گھر تک پہنچا دیں یا یوں کہیئے کہ ان کو کیفر کردار تک پہنچا دیں۔ پاکستان کی اکثریت سنی مسلمین کی ہے لیکن ان کے ساتھ ایک حقیر سی اقلیت منافقین کی بھی پائی جاتی ہے۔ کیوں کہ منافقین زیادہ تر کلیدی عہدوں پر فائز رہے۔ اور ہیں اس لیئے انہوں نے اپنے اثر رسوخ کے ذریعے دھونس۔ دھاندلی اور جبر و تشدد کر کے اور سب سے بڑھ کر اپنی عیاری کا اور مکاری کے ذریعے ہماری قیادت کو اب تک باز رکھا۔ کہ وہ اس ملک میں اسلامی نظام نہ آنے دیں۔ کیوں کہ ان کو خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ کہ اگر پاکستان میں اسلامی قانون آگیا۔ قرآن وسنت والا اسلام آگیا۔ تو منافقوں کو مزے اڑانے والے موقع نہ مل سکیں گے۔ انہیں کرسی چھوڑنی ہوگی۔ اور ان کے اپنے تشخص کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس لیے انہوں نے کلیدی عہدوں پر فائز رہتے ہوئے اور بیرونی طاقتوں سے ساز باز کرتے ہوئے اور سب سے بڑھ کر منافقانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے۔ یعنی بالفاظ دیگر جھوٹ اور فریب دہی کو اپنا شعار اور ہتھیار بناتے ہوئے۔ اس پوری مسلم قوم کو دھوکا دینے کی کوشش کی اور آج بھی یہ کوشش جاری ہے اور اہل اسلام کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرتے رہے تاکہ یہاں کسی طرح بھی اسلام نہ آئے۔

ضروری التماس

تمام بنی آدم سے عموماً اور تمام مسلمانوں سے خصوصاً یہ دلی التماس ہے۔ کہ اگر تمہیں واقعی اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔ اگر تمہیں واقعی دین اسلام سے محبت ہے۔ اگر واقعی تمہیں اس مملکت پاکستان سے محبت ہے۔ اگر واقعی تمہیں مسلمین سے محبت ہے۔ اگر واقعی تمہیں مسلمین سے محبت ہے۔ اور... سب سے آخر میں یہ کہ اگر واقعی تمہیں مسلمانوں سے محبت اور ہمدردی ہے۔ تو اے میرے بھائیو تم نے اس کتاب میں جو کچھ پڑھا ہے اسے زیادہ سے زیادہ اپنے دوسرے بھائیوں تک دینی فریضہ سمجھ کر پہنچانے کی کوشش کرو۔ تو پھر آپ اس حدیث کے مصداق بن جائیں گے بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً: (ترجمہ) پہنچاؤ میری طرف سے اگرچہ ہو ایک ہی آیت۔ واضح رہے۔ کہ آج کل جتنا بھی خلفشار بدامنی۔ توڑ پھوڑ ہو رہا ہے۔ اور گروہی لسانی مصیبتیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ اسی ایک مسلم بھائی کو دوسرے مسلم بھائی سے لڑوایا جا رہا ہے۔ اس طرح مسلمین کو کمزور اور بدنام کیا جا رہا ہے۔ وہ رافضیت اور صرف رافضیت کی واضح طور پر آئینہ داری کر رہا ہے۔

نہ بھولیئے! کہ جو کچھ سبائیوں نے جنگ جمل کے موقع پر صدیقہ رض کائنات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اور حضرت علی رض کے مابین راتا راتی سازش کر کے اور ان دونوں لشکروں میں گھس کر جنگ جمل برپا کرائی۔ بقیہ اسی طرح کی سازش اس دن سے آج تک یہ گروہ کراتا رہا اور آج

بھی بعینہٖ اسی طرز پہ یہ گروہ تمام فسادات کرا رہا ہے۔ پس ہماری آنکھیں کھلنی چاہئیں۔

جو جتنا زیادہ پڑھا لکھا سمجھدار ہے۔ اس پر اتنی ہی زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمانہ ایسا آئے گا میرے صحابہ کرامؓ کو گالیاں دی جائیں گی۔ اس وقت ہر عالم پر فرض ہوگا۔ وہ میرے صحابہؓ کی سیرت بیان کرے۔ خصوصاً وہ حضرات جو قانون کے میدان میں سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ یونیورسٹی اور کالج کے پروفیسران سکولوں کے اساتذہ مدارس کے علماء اور مقررین وغیرہ پر خصوصاً اور تمام مسلمانوں اور بنی آدم پر عموماً یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ ہر ہر ملک۔ ہر ہر شہر، محلہ اور گلی کوچوں سے اس صدا کو بلند کرنے اور کرانے کی حتی المقدور کوشش کریں۔ کہ رافضیوں کو نہ صرف یہ کہ قانون کی نگاہ میں کافر و مرتد اور بدترین دشمن اسلام قرار دیا جائے۔ بلکہ عملی حیثیت سے بھی انہیں اپنی ہر ہر سوسائٹی سے خارج کیا جائے۔ کیونکہ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے۔ تاکہ یہ مسلمانوں کو گندہ نہ کر سکیں جیسا کہ انہوں نے پچھلے ساڑھے تیرہ سو سال سے گندہ کر رکھا ہے اور اس طرح نہ صرف یہ کہ اسلامی معاشرہ بلکہ انسانی معاشرہ بھی برائیوں کی جڑ ہے۔

مندرجہ بالا مطالبہ جب منظور ہو جائے۔ تو ہمارے لیئے دوسرا قدم یہ ہوگا کہ ہر شہر۔ گاؤں۔ محلے اور گلی کوچوں سے دوسرا مطالبہ پورے زور کے ساتھ یہ شروع کیا جائے۔ کہ میکالیائی نظام تعلیم کو ختم کر کے اسلامی نظام تعلیم نافذ کیا جائے۔ لیکن واضح رہے۔ کہ

پہلے مطالبے کے بعد ہی اس دوسرے مطالبے کا نمبر آتا ہے۔

اگر ایسا ہو گیا۔ تو میں پورے وثوق کے ساتھ آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں اور خوشخبری سنا سکتا ہوں۔ کہ جن خطرات کا اظہار میں نے کتاب میں کیا ہے۔ انشاء اللہ وہ خطرات ٹل جائیں گے۔ آپ اپنی آزادی برقرار رکھ سکیں گے۔

اور سب سے پہلے آپ پھر ہمارا یہ ملک انشاءاللہ امن و امان چین و سکون کی زندگی کا گہوارہ بن جائیگا۔ ان تخیلات اور مطالبات کو زیادہ سے زیادہ اخبارات رسائل۔ پوسٹر۔ اور ہینڈبلوں کے ذریعے بھی پھیلایا جائے۔ تاکہ دنیا میں رائے عامہ جلد از جلد ہموار ہو سکے۔ اور شیطان سے نجات اور چھٹکارا حاصل ہو سکے۔

منافقین اور مرتدین تو اس سے سیخ پا ہونگے۔ انہیں ہونے دیجئے لیکن مسلمانوں سے گذارش ہے۔ کہ کتاب میں جو خیالات اور نکات پیش کئے گئے ہیں۔ ان کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کا انتظام کریں۔ ان کے علاوہ بھی اگر کسی مسلم کے ذہن اور علم میں کوئی اور معقول تجویز یا نقطہ ہو۔ تو اسے پہنچانے کی کوشش کریں۔ انشاءاللہ اس کے اگلے ایڈیشن میں انہیں داخل کتاب کر دیا جائیگا یا نئی کتاب کی صورت میں تمام مسلمانوں تک پہنچانے کی کوشش کی جائیگی۔

فقط والسلام!

بندۂ خدا

محمود اقبال

مقدمہ

پہلی نظر میں پاکستانی بھائیوں کے سامنے اور پھر تمام مسلم مملکتوں کے پڑھے لکھے لوگوں کے سامنے میں اپنا یہ مقالہ پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں بہت غور و فکر کے بعد جو چیز سامنے آئی ہے وہ یہ کہ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ اس کی آزادی کو برقرار رکھنا ہے اس باقی ماندہ ملک کو ختم ہونے سے بچانا ہے اس ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ اس کے لئے ہمیں بنیادی قدم اٹھانے پڑیں گے۔

۱۔ اسلامی نظام تعلیم کا نفاذ۔

۲۔ اسلامی نظام کے راستے میں روڑے اٹکانے والوں سے اس راستہ کو صاف کرنا۔

ایسا اس لیے کہ اسلامی نظام تعلیم آسانی اور سہولت کے ساتھ بغیر کسی مزاحمت کے نافذ ہو سکے قوم کے نونہال ذہنی طور پر مسلم بن سکیں اور اس طرح طویل المیعاد مدت میں جا کر اس ملک میں اسلامی نظام قائم اور برپا ہو سکے گا۔ جب تک منافقین کو اس راستہ سے نہیں ہٹایا جاتا اور ان کا ہاتھ نہیں پکڑا جاتا اور اس وقت تک اس ملک میں اسلامی نظام قائم ہو جائے ایک ناممکن سی بات ہے۔

اس قسم کی چیز اس ملک میں کرنے کی ضرورت ہے تو اپنے آپ کو اسلامی مملکت یا مسلمین کی حکومت کہتی اور سمجھتی ہو اس کے بغیر دنیا کے کسی بھی خطے میں اسلامی نظام کا قیام ناممکن اور اسلام پر چلنا دشوار ہو گا خواہ کتنی ہی اسلامی۔ اصلاحی اور تبلیغی تحریکیں چلائی جائیں کا نفرسوں پہ کانفرنسیں

کی جائیں وعظ اور تلقین اور تقریریں کی جاتی رہیں۔

کتاب کے پہلے باب میں موجودہ ملکی حالات اور اس کا ذمہ دار کون
دوسرے باب میں شیعہ کے چند بنیادی عقائد اور تیسرا باب دو حصوں پر مشتمل
ہے۔ پہلا حصہ خمینی کے عجیب نظریات اور دوسرا حصہ مسئلہ امامت کے متعلق
ہے۔ چوتھا باب ماتم حرام ہونے کی دلیلیں اور ماتم اور صبر کے متعلق انبیاء
کے ارشادات باب پنجم رافضیوں کی حیثیت تاریخ کے آئینہ میں باب ششم
اندھی تقلید نے مسلمانوں کو کیا دیا مسلمانوں تبرا کہلواتا مسلمانوں کی تاریخ
کا سب سے بڑا المیہ علماء کے لیے لمحہ فکریہ۔ شیعیت کوئی مذہب نہیں۔
عیسائیوں کا قول۔ رافضیوں کے جلسے جلوسوں کا مقصد۔ متعہ اور شیعہ
کے ذمہ دار افراد حضرات اور متعہ کی تعریف باب ہفتم فقہ جعفریہ باب
ہشتم فیصلہ آپ خود کریں اور باب نہم اہل اسلام کو مشورہ سعودی عرب
حکومت سے گذارش حکومت پاکستان کو مشورہ، اہل سنت علماء کرام
اور عام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں گذارش۔ فتویٰ پر مشتمل ہے۔
اس کتاب کا بغور مطالعہ فرما کر ایسے عقائد و نظریات رکھنے والے
گروہ کے بارے میں آپ کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہوگی۔

محمود اقبال
حاصل پور

موجودہ ملکی حالت اور اِس کا ذمہ دار کون؟

موجودہ ملکی حالات کو بیان کرتے ہوئے مجھے خود شرم محسوس ہوتی ہے لیکن کیا کروں احساس ذمہ داری اور قیامت کے دن حشر کے میدان میں اللہ کے سامنے جواب دہی کا خیال مجھے مجبور کرتا ہے کہ کم از کم کچھ نہیں تو مختصر ہی بیان کر دوں۔ پاکستان اس وعدہ پر معرضِ وجود میں آیا تھا کہ یہاں رب ذوالجلال کی حاکمیت قائم کی جائے گی لیکن ہم خالق حقیقی کی شان کبریائی اور شان کریمی کا ناجائز فائدہ اٹھا کر وعدہ شکنی، سرکشی اور بغاوت کا شرمناک مظاہرہ کر رہے ہیں یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اگر پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ نہ لگایا جاتا تو پاکستان کبھی معرض وجود میں نہ آتا...

پاکستان کے معرض وجود میں آجانے کے بعد غیر جمہوری۔ غیر مستحکم۔ غیر مقبول حکومتیں آتی اور جاتی رہیں۔ سب نے اپنا اپنا حصہ وصول کیا اور رخصت ہوئیں کسی نے بھی قیام پاکستان کا اصل مقصد پورا نہ کیا۔ اسلام کی رٹ تو سب لگاتے رہے جھوٹے وعدوں۔ پلّے دار تقریروں اور پرفریب نعروں سے عوام کو بیوقوف بنا کر اپنا اُلّو سیدھا کرتے رہے لیکن اسلامی نظام حیات نافذ کرنے کی کوشش نہ کی اور ملک کو صحیح راستہ پر نہ چلایا ایک طبقہ سیاسی لیڈروں کا ایسا بھی ہے جو ملحد لادین۔ دہریت کے علمبرداروں اور اسلام دشمن طاقتوں کے آلۂ کار بن کر مخالفت برائے مخالف کا نظریہ اپنائے ہوئے ہیں۔

کاش ہم سب مل کر صرف اللہ جل شانہ کے حقوق کا مطالبہ کرتے تو کوئی بات بھی بنتی خدائے واحد کا حق یہ تھا کہ اپنی پہلی فرصت میں اس کی حاکمیت قائم کرتے کیونکہ

ہمارے سب مسائل کا حل اطاعت اللہ عزوجل ہے ہم تحریکیں چلائیں ہمارا کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکے گا جب تک ہم ذہنی انقلاب لا کر اس راہ پر نہیں آئیں گے جس پر چلنے کیلئے قادر مطلق نے انسان کی تخلیق کی ہے۔

ذرائع ابلاغ والے غیر شرعی۔ غیر اسلامی۔ مضحکہ خیز اور طنزیہ پروگرام پیش کر کے معاشرے کو بے راہ روی۔ تباہی اور بربادی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ چادر اور چار دیواری کے تحفظ کو مادیت کے سمندر سے آنے والی تند تیز ہوائیں۔ اپنی تند تیز ہوائیں اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں سروں پہ چادریں تو کیا رہیں گی چار دیواری میں بھی دراڑیں اس تیزی سے بڑھ رہی ہیں کہ معاشرے کا محل تباہ و برباد ہوتا نظر آتا ہے۔

جہاں تک نظام تعلیم کا تعلق ہے وہ غلامانہ ذہنیت کا مظہر ہے تعلیمی اداروں کا تقدس پامال ہو رہا ہے تعمیر سیرت و اخلاق سے عاری نظام رائج ہے۔ انگریزی طرز تعلیم کے سمندر سے مغربی ذہن لے کر لاکھوں کی تعداد میں بچوں اور بچیوں کا امڈتا ہوا تباہ کن سیلاب ایک ہولناک عذاب کی نشاندہی کر رہا ہے مخلوط نظام تعلیم نے جو معاشرے کا حلیہ بگاڑنا شروع کیا ہے وہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔ قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ مختصر یہ کہ جن بے راہ رویوں۔ بدکرداریوں اور سرکشیوں کی وجہ سے قوم نوح۔ قوم لوط۔ قوم عاد و ثمود۔ قوم شعیب اور بنی اسرائیل کو فرداً فرداً تباہ کیا تھا۔ وہ تمام برائیاں ہم میں اجتماعی طور پر موجود ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے نازک موقع پر کیا ہو سکتا ہے؟ اور کیا کیا جا سکتا ہے؟ تو اس کا جواب مختصر تو صرف آتا ہے کہ پہلی فرصت میں جلد از جلد اسلامی نظام تعلیم کو نافذ کیا جائے اس کو ترتیب دینا شروع کیا جائے۔ خواہ منافقوں کو کتنا ہی گراں اور ناگوار ہی کیوں نہ گذرے کیونکہ یہ منافقین دراصل اسلام کے بدترین دشمن ہیں یہ تو کبھی نہ چاہیں گے کہ اس ملک میں یا دنیا کے کسی بھی دوسرے ملک میں اسلام آئے یا اسلام کا نام لے کر یہ ملک باقی رہے۔ پس انہیں جلنے دیجئے لیکن ہمیں ہر حال اپنے کام سے کام رکھنا ہے۔ اور اگر اب منافقین کا گروہ اس سلسلہ

میں کچھ رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرے تو پھر اس کا واحد اور آخری علاج یہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اس کو اقلیت قرار دے کر الگ کر دیا جائے یا پھر کم از کم اس ملک پاکستان کیلئے بیگانہ و غیر ملکی قرار دے دیا جائے تا کہ اسلام کے نفاذ کے سلسلے میں مزید روڑے نہ اٹکا سکے۔

ملک میں جب کبھی اسلامی نظام تعلیم کا سوال اٹھایا گیا۔ تو منافقین کے اس ٹولے نے ہمیشہ اس کی کھل کر یا چھپ کر۔ بالواسطہ یا بلاواسطہ بہرحال کسی نہ کسی طرح مخالفت ضرور کی۔ اور ہمیشہ اس راستہ میں آڑے آیا۔ اس ملک کو بغداد اور اسپین کے طرز پر ختم کرنے کی جو سازش چل رہی ہے اور جس میں اسلام دشمن عناصر باہر سے کثیر تعداد اور مقدار میں اسلحہ بارود ملک میں خفیہ درآمد کر رہے ہیں کئی دفعہ سرحد پر پکڑ لیا گیا یہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ شریعت بل جب اسمبلی میں پیش کیا گیا تو کس انداز کے ساتھ ٹالنے کی کوشش کی گئی اس سے پہلے اپنے آپکو اجتماعی حیثیت سے زکوٰۃ سے مستثنیٰ کرا کر مرتدین کے زمرے میں داخل ہونا کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

مختصراً یہ کہ اگر پچھلے چالیس سال تاریخی تجزیہ کیا جائے تو اس منافقین کے گروہ نے ہر ہر قدم پر اسلام کی راہ میں روڑے اٹکانے کی کوششیں کیں۔ بس آخر یہ ناجائز، اسلام دشمن کوششیں کب تک اس پاک سرزمین پر چلتی رہیں گی؟ آخر کب تک ان ناپاک کوششوں کا خاتمہ ہوگا؟

کیا آپ کو معلوم ہے کہ ...؟

بے شمار واقعات کے علاوہ عالم اسلام کی سب سے بڑی ریاست مملکت خداداد پاکستان کو دو ٹکڑے کرنے والا آغا محمد یحییٰ خاں قزلباش بھی ایرانی نسل شیعہ ہی تھا۔ ۶ مارچ ۱۹۷۱ء کو یحییٰ خاں نے شہنشاہ ایران (شیعہ) اور ایرانی وزیر خارجہ کے ساتھ ڈھاکہ پہنچ کر شیخ مجیب کے ساتھ جو عہد کرکے

میں ملاقات کی تھی اسے تمام محب وطن سیاسی رہنماؤں ملکی اور غیر ملکی اخبارات نے سخت تشویشناک قرار دیا تھا۔ ۱۶ دسمبر پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن تھا جس دن عالم اسلام کے ساتھ ہمیشہ غداری کرنے والے ٹولہ کے اس ایجنٹ یحییٰ خاں (شیعہ) نے دنیا کی بہادر ترین فوج کے نوے ہزار مجاہدوں کو بیڑیاں پہنوا کر تاریخ اسلام کے زریں اوراق پر سیاہی پھیر دی جس نے خود کو سپاہی کہتے کہتے نامردوں کی طرح ہتھیار ڈالنے کا حکم دیکر مسلمانوں کی شجاعت پر ایسا داغ لگایا جسے دھونے کیلئے بحر ہند کا پانی ناکافی ہے۔ یہی وہ منحوس وقت تھا جس دن بھارت میں بسنے والے مسلمانوں کو کافروں سے یہ طعنے سننا پڑا کہ مکہ اور مدینہ والے ہار گئے کچھ لوگ کہتے ہیں وہ بیہوش تھا۔ واقعات کہتے ہیں وہ عالم مستی میں بھی ہوش کی باتیں کیا کرتا تھا۔ واقعات اس کے گواہ ہیں ہیں کہ یحییٰ خاں ایک مصنوعی جنگ لڑ کر مشرقی پاکستان بھارت کے حوالے کرنا چاہتا تھا اور اس نے ایسا ہی کیا۔ بیرونی ممالک میں پاکستان پر دو طوائفوں کی حکومت جیسی مخش کتابیں شائع ہوتی رہیں اور گانے والیوں کو تاج پہنتا رہا شاید کوئی کہنے کی جسارت کرے مشرقی پاکستان کی شکست فوجی نہیں سیاسی تھی تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ اگر ہمارا کمانڈر نوے ہزار فوجی جوانوں کو ہتھیار ڈالنے کا حکم دے اور اپنے پستول ڈھاکہ کے پلٹین میدان میں دشمن کو سلامی کے ساتھ پیش کرے اور اپنی پوری فوج کو ہتھیار زمین پر رکھ کر دشمن کے کمانڈر کو سلامی پیش کرنے کو کہے اگر سینہ کے میڈل اور کندھوں کے رینک اتار دیئے جائیں پاکستانی جھنڈا اترے اور ذلیل ہوتا دیکھا جائے اگر دشمن کا کمانڈر ہماری فوج کو سر جھکانے کا حکم دے اور تعمیل ہو اگر اسے فوجی شکست نہیں کہتے تو کیا مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر ملک ہارنے کو فوجی شکست کہتے ہیں ؟

جنرل نیازی کو ہتھیار ڈالنے کا حکم خود یحییٰ خاں نے اسلام آباد سے بھیجا تھا اور مجی بنگلہ دیش کی تصویری خود یحییٰ خاں نے اپنی سرپرستی میں تیار کروائی تھی کہ پاکستان

میں اس وقت سب سے زیادہ با اختیار اور فوج کا کمانڈر انچیف یحییٰ خاں ہی تھا اسے کاش اس پر غداری کا مقدمہ چلتا اور اسے فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا ہونا پڑتا۔ اگر اس شکست کو سیاسی شکست کا نام بھی دیا جائے تو پھر بھی تمام تر ذمہ داری یحییٰ خاں پر ہی آتی ہے کیوں کہ وہ اس وقت نہ صرف فوج کا سربراہ تھا بلکہ ملک کا صدر بھی تھا۔

اس المیے کے رونما ہونے کے بعد پاکستان کے اخبارات میں ایک شور اٹھا اخبارات وجرائد نے یحییٰ خاں اور اس کے حواریوں کی کارستانیوں سے اپنے صفحات سیاہ کرنے شروع کر دیئے وہ شرابی اور عیاش تھا بدکردار تھا اور غدار تھا اس نے اپنے محل کو عیاشی کا اڈا بنا لیا تھا وہ ہر روز جنرل رانی اور نورجہاں (شیعہ) کی زلفوں سے کھیلا کرتا تھا اس نے پوری قوم سے غداری کی تھی ہم اس کا بدلہ ضرور لیں گے۔ اسے اس کے ظلم کا مزا چکھائیں گے۔ بعد کے حالات گواہ ہیں کہ ہوا کچھ بھی نہیں صحافیوں کی مصلحت پرستی نے قوم کا بیڑا غرق کرنے میں سب سے اہم رول ادا کیا۔ پاکستانی صحافت کی یہ روایت رہی ہے کہ ہر جانے والے کو چند روز گالیاں دیں پھر فوراً ہی آنے والے کی قصیدہ خوانی اور مدح سرائی شروع کر دی اس طرح صحافت نہ کسی جانے والے کا کچھ بگاڑ سکی ہے نہ ہی کسی آنے والے کو سیدھا راستہ دکھا سکی۔ بعد میں قائم ہونے والی بھٹو حکومت نے ملک ٹوٹنے کے اسباب وعوامل معلوم کرنے کیلئے حمود الرحمٰن کمیشن قائم کیا لیکن اسکی رپورٹ آج تک منظر عام پر نہ آئی اگر بقول ارباب اقتدار اس کا مکمل طور پر منظر عام پر آنا ملکی مفاد کے خلاف تھا تو اس کے ان حصوں کو تو منظر عام پر لانا عین قومی مفاد میں تھا جس میں مجرموں کی نشاندھی کی گئی تھی۔ ان قومی غداروں کو تختہ دار پر لٹکانے کی ذمہ داری بھٹو حکومت پر تھی ان قومی غداروں سے چشم پوشی کرنے میں بھٹو حکومت کی سوائے اس کے کوئی مجبوری نظر نہیں آتی کہ وہ اس سانحہ میں خود اہم کردار تھا اور اس کی بیوی کے ایرانی

نسل شیعہ ہونے کی وجہ سے ایران سے قومی تعلقات تھے ۔ اس سانحہ کے گذرے ۱۵ سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے مگر اسکے باوجود قوم نے اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا آج پھر وہی حال ہے سینما آباد ہیں وی سی آر چل رہے ہیں شراب خانوں میں چہل پہل ہے عیاشی کے اڈوں پر چراغاں ہے ہم پی رہے اور پلا رہے ہیں خبر نہیں کہ اپنی بربادی کا غم بھلانے کی کوشش کر رہے ہیں یا آنے والے طوفان سے آنکھیں چرا رہے ہیں جو ایک بار پھر اپنے اندر تباہی و بربریت کا سامان لیکر آئیگا میر جعفر، میر صادق اور یحییٰ خان کی ذریت ایک بار پھر پاکستان کے ٹکڑے کرنے کیلئے گھات لگائے بیٹھی ہے آج بھی امام باڑوں میں پاکستان کی فوجی چھاؤنیوں سے زیادہ اسلحہ موجود ہے۔ کوئٹہ کراچی اور پاڑہ چنار کے واقعات آنیوالے وقت کا سگنل ہے ۔ ایران میں خمینی انقلاب کے بعد سے ہمارے ملک میں نفاذ فقہ جعفریہ کے نام پر جو کھیل کھیلا جا رہا ہے اس پر اہلسنت کے محب وطن افراد اور انتظامیہ کی آنکھیں اب کھل جانی چاہئیں یہی وجہ تھی کہ سانحہ کوئٹہ کے بعد پاکستان کے وفاقی وزیر داخلہ کو اپنی سینٹ کی تقریر میں کھلے الفاظ میں کہنا پڑا کہ حکومت کے پاس اس بات کا واضح ثبوت موجود ہے کہ پاکستان کے شیعہ کو غیر ملکی امداد مل رہی ہے ۔

روزنامہ جنگ لاہور نے ۱۲ جولائی ۱۹۸۵ء لکھا کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی انتظامیہ کسی قسم کی کاروائی کرنے سے کیوں قاصر ہے ؟ اسکا جواب تو انتظامیہ کے سرکردہ افراد ہی دے سکتے ہیں تاہم اہلسنت کے تمام گروہوں (دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث) کو اب بیدار ہو کر غفلت اور سستی کی چادر کو اتارنا ہوگا تاکہ متفقہ طور پر پاکستان میں ایرانی انقلاب کا راستہ روکا جاسکے اور اس باقی ماندہ پاکستان کو تباہ کرنے کیلئے جو سازشیں ہو رہی ہیں انکا ہر محاذ پر موثر سدباب ممکن ہو سکے ۔

ایران میں خمینی انقلاب کے بعد پاکستانی شیعوں کو جو ایرانی ایڈ اور گائیڈ لائن ملنا شروع ہوئی ہے اس کی وجہ سے عالم اسلام کے ساتھ مسلسل غداری کرنے والا گروہ پاکستان میں بھی اقتدار حاصل کرنے کیلئے ہر جائز اور ناجائز ذرائع استعمال کرنے کیلئے تیار ہے تاکہ پاکستان کو بھی شیعہ سٹیٹ بنا دیا جائے اس مقصد کے حصول کیلئے یہ گروہ اہلسنت کے

درمیان موجودہ فروعی اختلافات کو اچھال کر آپس میں دست و گریبان کرنا چاہتا ہے تاکہ خود اقتدار تک پہنچنا آسان ہو جائے۔ پاکستان کے حالات اس بات کے گواہ ہیں کہ ایران میں خمینی انقلاب سے لے کر آج تک اس مقصد کے لئے کروڑوں روپیہ دیوبندی۔ بریلوی اور اہلحدیث کو لڑانے کے لئے تقسیم کیا گیا ہے اہلسنت کے تمام گروہوں کو اس قسم کے ہتھکنڈوں سے ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیئے اگر اس باقی ماندہ پاکستان کو محفوظ اور مضبوط دیکھنا مقصود ہے اور اس کے لیے کسی گستاخ رسولؐ اور دشمن صحابہؓ اور دشمن اہلسنت کو پاکستان میں حکمران بن کر اسے مزید نقصان پہنچانے کی سازش کرنے کی اجازت نہیں دینا چاہیے۔ تو اس کے لیے ہمیں سیاست میں نظریہ پاکستان کو ماننے والے نیک سیرت افراد کو آگے لانا ہوگا ان کی حوصلہ افزائی کرنا ہوگی، آج ہمارے ہاں سیاست کو منفی چیز سمجھا جانے لگا ہے نیک لوگوں میں یہ احساس ہی ختم ہو گیا ہے۔ کہ حکومت کرنا ان کا بھی حق ہے۔ بلکہ مذہبی راہنما خود سلطانی کو شیطانی سے تعبیر کرتے پھرتے ہیں اور صرف مسجد کے کونے میں بیٹھ کر نماز اور تسبیح کر لینے کو ہی دین کی معراج قرار دیتے ہیں یہ مذہبی راہنماؤں کی تنگ نظری کا نتیجہ ہی ہے کہ آج حکومت پر ایسے لوگوں کا قبضہ ہے جن کا کوئی اصول نہیں۔ سوائے دولت اور اقتدار کے حصول کے ان کی زندگی کا کوئی اور مقصد نہیں ان دو چیزوں کے حصول کے لئے وہ جائز ناجائز سب کچھ کر گذرنے کو ہر وقت تیار رہتے ہیں اس لیے ملک میں فحاشی۔ بدعنوانی۔ غنڈہ گردی۔ چوری ڈاکے زنا جیسے جرائم دن بدن ترقی کرتے جا رہے ہیں کیونکہ اقتدار میں شامل بیشمار لوگ اور با اثر افراد ایسے جرائم پیشہ لوگوں کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ لیکن خداوند کریم کے فضل و کرم سے پاکستانی معاشرہ میں دیانت دار اور صاحب کردار لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے مگر یہ لوگ بکھرے ہوئے اور شرافت کی وجہ سے اور اقتدار سے دور ہونے کی وجہ سے مار کھا رہے ہیں۔ اگر ان افراد کی حوصلہ افزائی کی جائے اور یہ لوگ منظم ہو کر آگے بڑھیں تو آج بھی ملک کی کایا پلٹ سکتے ہیں اور قوم کو دولت اور اقتدار کی ہوس سے ہٹا کر اعلیٰ مقصد

حیات یعنی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی طرف مائل کر سکتے ہیں یہی وہ روح تھی جو رسول خدا نبی کریمؐ نے صحابہ کرامؓ میں پھونک دی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی!

ماضی کے ناقابل تردید تاریخی حقائق کی روشنی میں

فیصلہ آپ کریں ...!

سرکاری اعداد و شمار کے مطابق کراچی اور کوئٹہ میں غیر قانونی طور پر مقیم ۵ لاکھ سے زائد ایرانی کیا کر رہے ہیں؟ ۱۹۸۵ء میں ایک شیعہ لڑکی بشریٰ زیدی کے منی بس کے حادثہ میں ہلاک ہونے کے بعد شیعہ دہشت پسندوں نے ایرانی پاسداروں کی حمایت کے بل بوتے بڑے وسیع پیمانے پر پٹھانوں کی ویگنوں، بسوں اور دیگر املاک کو تباہ کرنے کی ابتداء کیوں کی؟

قیام پاکستان سے لیکر ۱۹۸۵ء تک کراچی میں اسلامی اخوت اور بھائی چارہ کے تحت زندگی گزارنے والوں کے درمیان نفرتوں کا بیج کس نے کیوں بویا ہے؟ ۱۹۸۵ء سے شروع ہو کر فائرنگ کرنے اور دہشت گردی پھیلانے والوں کا تعلق یا تو ایرانی پاسداران سے ہے یا پارچنار کی شیعہ آبادی سے دونوں قوموں کے شیعہ مل کر کراچی میں قومیت کی فضا کیوں ابھار رہے ہیں؟

ہر سال پاکستان کے ہر شہر میں محرم کے جلوس نکال کر لاء اینڈ آرڈر کے مسائل کون پیدا کرتا ہے؟ ایک اقلیت کے ایسے جذبات کی تسکین (جن کی ان کی فقہ میں بھی کوئی اہمیت نہیں) اور گھوڑے کے تقدس کے لئے ہمیشہ اکثریت کے جذبات اور خون سے ہولی کیوں کھیلی جاتی ہے؟ ایرانی انقلاب کے بعد اس میں کتنی تیزی آئی اور کیوں؟ اگر یہ جلوس مذہب کا حصہ ہیں تو ایران میں کیوں نہیں نکالے جاتے جو کہ شیعہ اسٹیٹ ہے؟ دنیا بھر کے مسلمانوں کے نزدیک حج ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے جس کی ادائیگی کے لیے لاکھوں انسان ہزاروں میل کا سفر

طے کر کے بیت اللہ آتے ہیں وہ ایام حج میں خاموشی اور سکون و دلجمی سے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور اسکی رحمتوں اور برکتوں کے طالب ہوتے ہیں۔ تمام افراد امن و سکون کی فضا میں اللہ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں گذشتہ چھ سال سے اس پر سکون فضا کو ہنگامے کر کے زہر آلود کرنے والے کون ہیں؟ لبنان کی مسلم آبادی پر شیعہ ملیشیا کب سے مظالم ڈھا رہی ہے اور کیوں؟ شام میں شیعہ کس طرح اہلسنت کی املاک کو تباہ برباد کر کے ان کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں؟

خبردار :-

جو قوم اپنی تاریخ فراموش کر دیتی ہے اس کا جغرافیہ اسے فراموش کر دیتا ہے۔

مذہب شیعہ کے چند بنیادی عقائد

معزز ناظرین اس باب میں مذہب شیعہ کے چند بنیادی عقائد بیان کئے گئے ہیں۔ عبادات کا بغور مطالعہ فرما کر آپ کو اس بات پر غور کرنا ہوگا کہ کیا یہ فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتا ہے اور دائرہ اسلام میں شامل رہ سکتا ہے؟

قارئین محترم انسان پرستی شیعہ مذہب کی بنیاد ہے بارہ اماموں کو خدائی اختیارات دینا۔ سادات کی اس فضیلت بیان کرنا اور اعمال صالح سے یکدم چشم پوشی مذہب شیعہ میں عبادت کون سی ہے؟ گالی دینا (تبرا) جھوٹ بولنا (تقیہ) متعہ (زنا) کرنا زیادہ سے زیادہ تعزیے نکالنا۔ ماتم کرنا۔ مجالس منعقد کروانا شیعوں کی اصل عداوت قرآن کریم سے ظاہر ہے جس مذہب کی بنیاد ابن سبا اور اس کی ذریت ڈال رہے تھے۔ قرآن کریم اس کی مزاحمت کر رہا ہے جس سے مذہب شیعہ کا گھروندہ بالکل مٹا جاتا ہے۔

ایران میں خمینی کے برسر اقتدار آنے کے بعد اس ضرورت کا شدت سے احساس ہوا کہ اہلسنت والجماعت کے سامنے اختصار کے ساتھ مذہب شیعہ کا تعارف کرایا جائے تاکہ سنیوں میں خمینی کے برپا کردہ انقلاب کی وجہ سے جو غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔ بیت سے سادہ لوح ناواقف مسلمان محض کم علمی کی بنیاد پر شیعوں کو اسلامی فرقہ تصور کرتے ہیں اور ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ برتتے ہیں جس کی بناء پر بے پناہ مفاسد پیدا ہوتے

ہیں۔ حالانکہ علماء امت کے نزدیک شیعوں کا کفر مسلمہ ہے لیکن عوام الناس اس سے بے خبر ہیں کیونکہ اس ضرورت کے پیش نظر یہ کتاب مرتب کی گئی ہے اور اس باب کے ذریعے شیعوں کے بنیادی عقائد سے اٹھایا گیا ہے۔

امید ہے کہ اس کتاب کے مطالعے کے بعد اہلسنت والجماعت کو مذہب شیعہ کی حقیقت معلوم کرنے میں دقت نہ ہوگی۔ جو اس کتاب کی اشاعت کا بڑا مقصد ہے۔ حق تعالیٰ سے قبول فرمائے اور امت مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے! آمین۔

محمود اقبال

حاصل پور شہر

عقائدِ شیعہ

اب ان مسائل کے لئے کتب شیعہ کا حوالہ اور ان کتب کی عبادات کے ترجمے پیش کئے جاتے ہیں حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو ذریعہ ہدایت بنائے خدا کرے کہ شیعہ اس کتاب کو دیکھ کر اصل حقیقت سے واقف ہو جائیں اور اس بات کو سمجھ لیں کہ ایسے بے بنیاد مذہب کا نتیجہ سوائے دنیا کے رسوائی اور آخرت کے عذاب کے کچھ نہیں۔

۱۔ **قرآن مجید محرف ہے** :۔ تحریف قرآن کے سلسلہ میں (بمصداق القرآن : انا لہ لحافظون) میں اس قرآن کا محافظ ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کو (نعوذ باللہ) جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جو قرآن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا وہ سترہ ہزار آیت کا تھا۔ (اصول کافی ص ۶۷۱)

اور ظاہر ہے موجودہ قرآن ۶۶۶۶ آیت کا ہے جو ایک تہائی کے قریب بنتا ہے۔

۲۔ **تقیہ** :۔ جھوٹ بولنا جو تمام مذاہب میں بدترین گناہ ہے تمام دنیا کے عقلمند لوگوں نے بھی اس کو سخت ترین عیب مانا ہے مذہب شیعہ نے اس کو اعلیٰ ترین عبادت قرار دیا ہے دین کے دس ۱۰ حصے بتلائے ہیں۔ ان میں نو ۹ حصے جھوٹ بولنے میں ہے۔ جو جھوٹ نہ بولے اس کو بے دین و بے ایمان کہتے ہیں۔ جھوٹ بولنا خدا کا دین بتایا گیا ہے۔ انبیاء وائمہ کا دین کہا گیا ہے۔ (اصول کافی [illegible])

ابن [illegible] سے منقول ہے [illegible] سے امام جعفر صادق نے فرمایا کہ دین کے دس ۱۰ حصوں میں سے نو ۹ حصہ تقیہ میں ہے اور جو تقیہ نہ کرے

وہ بے دین ہے تقیہ ہر چیز میں ہے سوا نبیذ اور موزوں مسح کرنے کے۔

۳۔ کتمان :۔ دنیا کا ہر مذہب خواہ کیسا ہی برا کیوں نہ ہو اپنے کو کسی سے چھپاتا نہیں ہے۔ لیکن یہ واحد مذہب کہا جاتا ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے چھپاتا ہے اس کو کتمان کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا جاتا ہے۔ کتمان کے معنی چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کے ہیں۔ رافضیت کی دو بنیادیں ہی بتا دیتی ہیں کہ یہ محض ایک سازش ہے اور کچھ نہیں مذہب شیعہ میں اپنی دین چھپانے کی بڑی تاکید ہے اور دین کے ظاہر کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ (اصول کافی ص۴۵۸ پر ہے)

سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تحقیق تم لوگ اپنے دین پر ہو جو اس کو چھپائے گا اللہ کو عزت دے گا اور جو اس کو ظاہر کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔

۴۔ متعہ :۔ یعنی زناکاری کو یہ نماز۔ روزہ اور حج سے بھی افضل عبادت مانتے ہیں جو جتنی زیادہ زناکاری کرے (متعہ) اس کا اتنا ہی زیادہ رتبہ بڑھتا جاتا ہے یعنی ایسا کرکے وہ بتدریج سیدنا حسینؓ حسنؓ علیؓ اور نبی کریمؐ کے درجے پہنچ سکتا ہے۔ دراصل یہ متعہ ہی کا رافضی عقیدہ ہے جس نے مسلم سوسائٹی میں چکلے جانے کو رواج دیا ورنہ مسلم سوسائٹی چکلے خانے کے مفہوم سے ناآشنا ہوتی صرف یہی نہیں بلکہ اس حرام کاری کے راستہ سے اس کو بہانہ بنا کر لونڈی اور بیگمات وغیرہ کی شکل میں مسلمین کے امراء کے طبقوں میں انہیں نفوذ کیا اور انہیں اسلام سے برگشتہ کیا۔ آپ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ مسلم حکومتوں کا زوال زیادہ تر عیاشی کی بنا پر ہوا ہے لیکن آپ نے کبھی غور فرمایا کہ اس مسلم عیاشی کو لانے والے اور خاندین حکومت میں اس کا نفوذ کرنے والا کون تھا؟ وہ ہے؟ یہ دراصل یہی سبائی ٹولہ جو متعہ کے ذریعے ان میں داخل ہوا [illegible] لیکن اس پر بھی ہماری آنکھیں نہ کھلیں تو افسوس کا مقام ہے۔ (فروع کافی جلد دوم ص۱۹۸ میں ہے)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عمرؓ کے پاس آئی اس نے کہا کہ میں نے زنا کی ہے مجھے پاک کر دیجئے حضرت عمرؓ نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ اس کی اطلاع امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کو کی گئی تو انہوں نے اس عورت سے پوچھا کہ تو نے کس طرح زنا کی تھی اس عورت نے کہا میں جنگل گئی تھی وہاں مجھ کو سخت پیاس معلوم ہوئی ایک اعرابی سے میں پانی مانگا اس نے مجھے پانی پلانے سے انکار کیا مگر ایک شرط پر کہ میں اس کو اپنے اوپر قابو دوں جب مجھ کو پیاس نے بہت مجبور کیا اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہوا تو میں راضی ہو گئی اس نے مجھے پانی پلا دیا اور میں نے اس کو اپنے اوپر قابو دیدیا امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو قسم رب کعبہ کی نکاح ہے۔

دیکھئے اس روایت کے مطابق زنا کا وجود دنیا سے اٹھ گیا بازاروں میں جس زنا کا ارتکاب ہوتا ہے اس میں عورت و مرد باہم راضی ہو جاتے ہیں یہاں اگر پانی پلا دیا گیا تو وہاں اس سے بڑھ کر روپیہ دیا جاتا ہے گویا یہ نکاح کی شرط یہاں ہے نہ وہاں۔ شاباش۔

مشہور ہے کہ ستم توں کا وصال ہو

مذہب وہ چاہئے کہ زنا بھی حلال ہو۔

[illegible] صحابہ کرامؓ پر تبرا:- یہ کسی سے ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے صحابہؓ [illegible] امہات المومنینؓ اور اہل بیت ہر ایک پر تبرا بھیجتے ہیں کسی کو نہیں [illegible] غور کا مقام ہے عاشورہ کے جلوسوں میں اور مجلسوں میں یہ اہل بیت [illegible] کی توہین کرتے ہیں ماتم اور نوحہ کے ذریعہ جسے اسلام نے حرام کیا [illegible] اور ان کا نام لے لے کر ان کی بیتا بیان کرتے ہیں وہ بیتا کسی طرح [illegible] جیسے اخلاق کے پہاڑ ان مجسموں اور اسلام کے نمونوں کو [illegible] توہین اور بے عزتی کے مترادف ہے۔

احیاء القلوب صت ۷۴۵ ج۔۲ ، میں مجلسی صاحب نے اپنے اسلاق علی بن ابراہیمؒ اور عیاشی کی روایت سے یہ کہانی بھی بیان کی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہؓ کو رازداری کے ساتھ بتلایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے مجھے بتلایا ہے کہ میرے بعد ابوبکرؓ ظالمانہ طور پر خلیفہ ہو جائیں گے اور اس کے بعد عمرؓ تمہارے والد خلیفہ ہوں گے اور آپؐ نے تاکید کی تھی کہ وہ راز کی بات کسی کو نہ بتلائیں لیکن حفصہؓ نے عائشہؓ سے ذکر کر دیا۔ انہوں نے اپنے والد ابوبکرؓ کو بتلایا۔ انہوں نے عمرؓ سے کہا حفصہؓ نے عائشہؓ کو یہ بات بتلائی ہے۔ انہوں نے اپنی بیٹی حفصہ سے پوچھا اس نے پہلے تو نہ بتلانا چاہا لیکن آخر میں بتلا دیا کہ ہاں رسول اللہ ص نے یہ بات مجھے بتائی تھی۔ آگے مجلسی لکھتا ہے۔

پس آں دو منافق و آں دو منافقہ بایکدیگر اتفاق کردند کہ آنحضرت را بہ زہر شہید کنند

پس ان دونوں منافقوں (ابوبکرؓ وعمرؓ) اور دونوں منافقات (عائشہؓ وحفصہؓ) نے اس بارے میں اتفاق کر لیا کہ آنحضرتؐ کو زہر دے کر شہید کر دیا جائے۔

واقعہ یہ ہے کہ ان خرافات کا پڑھنا اور لکھنا بڑا اذیت ناک اور تکلیف دہ کام ہے لیکن ناواقف اہل سنت کو شیعیت کی حقیقت اور شیعی عقائد اور نظریات سے واقف کرانا اپنا فرض سمجھ کر یہ تکلیف برداشت کی جا رہی ہے۔

۵۔ ملائکہ پر الزام :۔ جبرائیلؑ کو غاصب قرار دیا کیوں کہ آپ نبوت کی وحی علیؓ کی بجائے جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لے گئے۔

تذکرۃ الائمہ ص ۹۳ طبع جدید۔ انوار نعمانیہ جلد دوم ص ۲۳۷ طبع جدید

۶۔ مسئلہ بداء :۔ یہ نعوذ باللہ اللہ کو اس مسئلہ کی بناء پر جاہل دار ٹھہراتے ہیں۔ خدا کی عبادت کا حق یوں پورا ہوتا ہے کہ اسے جاہل مان لیا

جائے۔ اور خدا نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس سے بداء کا اقرار نہ لیا ہو یعنی جب وہ خدا کو جاہل ہونے کا اقرار کرتا ہے تب اسے نبی بنایا جاتا ہے۔ استغفراللہ
شیعہ مذہب میں عقیدہ بداء سے بڑھ کر اور کوئی عبادت نہیں۔

(اصول کافی ص۸۵-۸۴)

۷۔ شیعہ حضرات کا کلمہ :۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول وخلیفۃ بلا فصل

(حوالہ رہنمائے اساتذہ ص۱۳۵ اول ایڈیشن)

۸۔ ایرانی شیعوں کا کلمہ

لا الٰہ اللہ محمد رسول علی ولی اللہ خمینی حجۃ اللہ۔

(حوالہ از ماہنامہ وحدت اسلامی تہران ۱۹۸۶ء)

معزز ناظرین اس باب میں شیعہ کے چند بنیادی عقائد اختصار کے ساتھ پیش کئے ہیں جس میں قرآن پاک سے انکاری۔ تقیہ۔ کتمان۔ متعہ۔ صحابہ کرامؓ پر تبراء۔ ملائکہ پر ایمان۔ مسئلہ بداء اور شیعہ کا کلمہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ان کے بنیادی عقائد کے بارے میں شیعوں کے بنیادی عقائد کے کتابچے تحریر ہو چکے ہیں۔ ایرانی انقلاب اور خمینی میں بھی ان کے بنیادی عقائد بتلائے گئے ہیں۔ آئندہ کسی تصنیف میں ان کے کفریہ عقائد پر تفصیلاً روشنی ڈالی جائے گی۔

خمینی

کے غلط نظریات

قارئین :- آپ سوال کریں گے کہ اس باب کا اضافہ کیوں کیا گیا؟ خمینی جس کو نام نہاد مسلمان اپنے قائد اور مذہبی امام سمجھتے ہیں۔ اور اس کے ایرانی انقلاب کو اسلامی اور خالصاً اسلامی نظام کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ خمینی کا دور ہلاکو اور چنگیز خاں سے کسی طور کم نہیں۔ اسی طرح خمینی نے اول سنی مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا۔ حق اور سچ کہنے والوں کا نام تک نہیں چھوڑا بلکہ اپنے تمام دشمنوں کا بیج ختم کر دیا۔ یہ خونخوار بھیڑیا ہے۔ جس نے امت مسلمہ کو تڑپا کر رکھ دیا ہے۔ ذی الحجہ ۱۹۸۷ء میں ہونے والے واقعات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ہمارے ایمان کے مراکز مراد مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں مظاہرہ کر کے ابراہہ کی صف میں شامل ہو گیا۔ اور پوری امت مسلمہ کو تڑپا دیا۔ اور اپنے کفر کو آشکار کر دیا۔ خمینی نے جو اپنی کتب میں تحریر کیا ہے۔ اسے پڑھتے ہوئے بھی بڑی شرم اور ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے اور قوت ایمانی اکھیڑ پڑتی ہے۔ ایسے الفاظ پیغمبرؐ اور صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں ایک کمزور مسلمان بھی سن کر چپ نہیں رہ سکتا۔

اور ایک دشمنِ اسلام پیغمبرؐ دو عالم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں ایسے الفاظ زبان پہ لانے سے دریغ کرتا ہے۔

تو اب میں خمینی کی کتب کے چند حوالہ جات اختصار کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ ورنہ سینکڑوں حوالہ جات خمینی کے ایسے غلیظ اور بیہودہ ہیں جن کو تحریر کرتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہوں۔ یہ حوالہ جات بھی اس لیے تحریر کر رہا ہوں کہ امتِ مسلمہ کو خمینی کے عقائد سے آگاہ کر دیا جائے تاکہ مسلمانوں کو دھوکا نہ دیا جائے۔ مسلمان کسی ایسے کو اپنے قائد اور امام نہیں مانتے جو خدا کا، خدا کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے صحابہ اور خدا کی کتاب یعنی (قرآن مجید) کا اور آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب (احادیث) کا دشمن ہو۔

آئمہ کرام کے بارے میں خمینی کے عقائد

کائنات کے ذرہ ذرہ پر آئمہ کی تکوینی حکومت

"الحکومۃ الاسلامیہ" میں "الولایۃ التکوینیۃ" کے زیر عنوان خمینی نے تحریر فرمایا ہے۔

فان للامام مقاماً محموداً ودرجۃ سامیۃ وخلافۃ تکوینیۃ تخضع لولایتھا وسیطرتھا جمیع (ذرات الکون ص۵۲)	امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے۔ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے۔

آئمہ کا مقام ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین سے بالاتر ہے

اسی عنوان "الولایۃ التکوینیۃ" کے تحت اور اسی سلسلۂ کلام میں خمینی آگے کہتا ہے۔

وان من ضروریات	اور ہمارے مذہب (شیعہ

مذھبنا ان لائمتنا مقاما	اثنا عشریہ) کے ضروری
لایبلغہ ملک مقرب و لا	اور بنیادی عقائد میں سے
نبی مرسل۔	یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے
ص ۵۲	آئمہ معصومین کو وہ مقام
	و مرتبہ حاصل ہے جس
	تک کوئی مقرب فرشتہ اور
	نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔

ناظرین:- آپ اندازہ لگائیں کہ ایسا شخص اسلامی انقلاب لا سکتا ہے۔ جو انبیاء اور صحابہؓ کا دشمن ہو۔ بلکہ وہ خود ساختہ اسلام نافذ کر سکتا ہے۔

آئمہ کرام اس عالم کی تخلیق سے پہلے انوار و تجلیات تھے جو عرش الٰہی کو محیط تھے۔ ان کے درجہ اور مقام مقرب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

اسی عنوان "الولایۃ التکوینیہ" کے تحت اسی سلسلہ کلام میں آگے خمینی نے لکھا ہے۔

وبموجب مالدینا من	اور جو روایات و احادیث
الروایات والاحادیث	(یعنی شیعی روایات و احادیث)
فان الرسول الاعظم	ہمارے سامنے ہیں۔ ان
(ص) والائمہ (ع) کانو	سے ثابت ہوتا ہے کہ
قبل ھذا العالم انوارا	رسول اعظمؐ اور آئمہ
فجعلھم اللہ بعد منھم	اس عالم کے وجود میں

بعد قین وجعل لهم من المنزلة والزلفی مالا یعلم الا الله۔ ص۵۲	آنے سے پہلے انوار وتجلیات تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ مرتبہ اور مقام عطا فرمایا جس کو بس اللہ ہی جانتا ہے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

آئمہ سہو اور غفلت سے محفوظ اور منزہ ہے

سہو ونسیان اور کسی وقت کسی معاملہ میں غفلت کا امکان بشریت کے لوازم میں سے ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء اکرام علیہم السلام بھی اس سے محفوظ نہیں۔ قرآن مجید میں متعدد انبیاء علیہم السلام کے سہو ونسیان کے واقعات ذکر فرمائے گئے ہیں۔ لیکن خمینی اپنے آئمہ کے بارے میں کہتا ہے۔

لا نتصور فیهم السهو والغفلة (الحکومۃ الاسلامیہ ص۹۱)	ان کے بارے میں سہو یا غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

دراصل خمینی صاحب اپنے آئمہ کو انبیاء سے بھی زیادہ مقام و مرتبہ دینا چاہتے ہیں۔ اصل میں انہیں انبیاء سے دشمنی مقصود ہے۔ خمینی صاحب کے آئمہ کے متعلق عقائد کا ایک حوالہ اور دے کر یہ بھی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" میں ہے۔ آئمہ کے متعلق خمینی کے غلیظ نظریات وعقائد کو بند کرتا ہوں۔

آئمہ کی تعلیمات قرآنی احکام وتعلیمات ہی کی طرح دائمی اور واجب الاتباع ہیں۔

ان تعالیم الائمة کتعالیم	ہمارے آئمہ معصومین کی

القرآن لاتخص جيلا	تعلیمات قرآن کی تعلیمات
خاصا و انما هي	ہی کے مثل ہیں، وہ کسی
تعاليم الجميع في كل	خاص طبقے کے خاص دور
عصر ومصر والى يوم	کے لوگوں کے لیے مخصوص
القيامه يجب تنفيذها	نہیں ہیں، وہ ہر زمانے
واتباعها	اور ہر علاقے کے تمام
(الحكومة الاسلامية ص۱۱۳)	انسانوں کے لیے ہیں اور
	تا قیام قیامت ان کی تنفیذ
	اور ان کا اتباع واجب ہے۔

خمینی اپنی کتاب کشف الاسرار کے آئینہ میں

حضرت فاروق اعظم کی شان میں خمینی کا ایک انتہائی دل آزار اور دلخراش جملہ ہم دل پہ جبر کر کے ان فریب خوردہ حضرات کی عبرت و بصیرت کے لیے نقل کرتے ہیں۔

خمینی نے "مخالفت عمر با قرآن خدا" کے عنوان کے تحت سب سے آخر میں "حدیث قرطاس" کا ذکر کیا ہے۔ اس سلسلۂ کلام میں ان کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

"ایں کلام یاوہ کہ از اصل کفر و زندقہ ظاھر شد مخالفت است با آیاتے از قرآن کریم" (کشف الاسرار ص۱۱۹)

اس جملہ میں حضرت فاروق اعظم کو صراحۃً کافر و زندیق قرار دیا گیا ہے خمینی کی اس گستاخی پہ لکھنے کو تو بہت کچھ دل چاہتا ہے لیکن اس سے اپنے غیظ و غضب کے اظہار کے سوا کوئی فائدہ نہ ہو گا اس لیے اس کا انتقام "عزیز ذو انتقام" ہی کے سپرد کرتے ہیں۔

حضرت عثمان ذوالنورین کے بارے خمینی کا عقیدہ

خمینی کے نزدیک وہ (معاذاللہ) اس کے مجرم ہیں کہ ان کو اور ان کے ساتھ حضرت معاویہؓ کو انہوں نے یزید کے ساتھ مجرمین کے کٹہرے میں کھڑا کیا ہے۔ کتاب "کشف الاسرار" میں چند صفحے پہلے یہ مضمون لکھنے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیج کر دین اسلام کی اور خداوندی قانون کے مطابق ایک حکومت عادلہ کی تعمیر وتکمیل کرائی اور یہ عمارت مکمل ہو گئی، تو عقل کا تقاضا ہے کہ وہ خدا اس کی بقا اور حفاظت کا بھی انتظام کرنے اور اپنے پیغمبر ہی کے ذریعے اس بارے میں ہدایت دے، اگر وہ ایسا نہیں کرتا، تو وہ اس کا مستحق نہیں کہ اس کو خدا مان کر ہم اس کی پرستش کریں۔

آگے اسی میں خمینی نے لکھا ہے۔

ماخدائے راپرستش میکنم و میشناسیم کہ کارہائش بر اساس عقل پائیدار و بخلاف گفتۂ عقل ہیچ کارے نہ کند نہ آں خدائے کہ بنائے مرتفع از خداپرستی وعدالت و دینداری بنا کنند و خود بخرابی آں بکوشد یزید و معاویہ و عثمان و ازیں قبیل چپاولچی ہائے دیگر رابمردم امارت دہد۔ (کشف الاسرار ص ۱۰۷)

مطلب یہ ہے کہ ہم ایسے خدا کی پرستش کرتے اور اسی کو مانتے ہیں جس کے سارے کام عقل وحکمت کے مطابق ہوں۔ ایسے خدا کو نہیں جو خداپرستی اور عدالت و دینداری کی ایک عالی شان عمارت تیار کرائے اور خود ہی اس کی بربادی کی کوشش کرتے کہ یزید و معاویہ و عثمان جیسے ظالموں بدقماشوں کو امارت اور حکومت سپرد کر دے۔

اس وقت ہم کو اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا ہے۔ صرف قارئین کو صرف یہ بتلانا ہے کہ خمینی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی کوئی خاص دشمنی ہے۔ مگر اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔ حضرت عثمان (جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیوں کا نکاح کیا اور یہ شرف ان کے سوا کسی کو حاصل نہیں) خمینی کے نزدیک اس درجہ کے مجرم ہیں۔
(کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم)

قارئین! اس باب کو میں اب ختم کرتا ہوں اور انہی نہیں چند حوالہ جات پر ہی اکتفا کرتا ہو۔ خمینی نے لکھا تو اور بھی بہت کچھ۔ جو میں اس باب میں سمیٹ نہیں سکتا۔

آپ یہ بات سوچتے ہوں گے۔ ان نظریات کو غلیظ نظریات اور عقائد کیوں کہا۔ اب اس بات کا آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ عقائد و نظریات واقعی غلیظ ہیں یا کہ نہیں۔ کوئی مومن مسلمان ان کو مقدس مطہر عقائد نہیں کہہ سکتا بلکہ انہیں غلیظ ترین تو کہہ سکتا ہے۔

ہر سنی مسلمان کا یہ فرض ہے کہ خمینی کہ ان غلیظ نظریات کو ہر جگہ عام کرے۔ صحابہ اکرام ؓ ابو بکر ؓ۔ عمر ؓ۔ عثمان ؓ پہ جو ستم اور ظلم ہو رہا ہے۔ جو ہمارے ایمان کے جز ہیں۔ ان پر ظلم و ستم ہوتے والی آواز کو کبھی کیا ہم اپنے سنی بھائیوں تک نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محبوب دو عالم ؐ کے صحابہ ؓ کے ساتھ عقیدت و محبت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) اور میرے سنی بھائیوں کو خمینی جس کو شیعہ روح اللہ اور امام انقلاب اور اپنا قائد مانتے ہیں اس کا غلیظ چہرہ چند حوالہ جات کی روشنی میں آپ کو معلوم ہو سکے۔ آئندہ انشاء اللہ کسی دوسری تصنیف میں خمینی کے غلیظ نظریات سے تفصیلاً پردہ اٹھایا جائے گا تاکہ میرے سنی بھائی خمینی کی اصلیت سے آگاہ ہو سکیں۔

امامت

مسئلہ امامت کے متعلق کتب شیعہ کی روایات اور آئمہ معصومین کے ارشادات

مخلوق پر اللہ کی حجت امام کے بغیر قائم نہیں ہوتی۔

اصول کافی کتاب الحجہ میں ایک باب ہے جس کا عنوان ان الحجة لا تقوم اللہ علی خلقہ الا بامام اس باب میں سند کے ساتھ چھٹے امام جعفر صادق سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

ان الحجة لا تقوم اللہ عزوجل علی خلقہ الا بامام حتی یعرف۔	اللہ کی حجت اس مخلوق پر قائم نہیں بغیر امام کے تاکہ اس کے ذریعے اللہ کی اور اس کے دین کی معرفت حاصل ہو۔
(اصول کافی ص ۱۰۳)	

اس باب میں اسی مضمون کی قریب قریب انہی الفاظ میں متعدد روایات ہیں۔

امام کے بغیر یہ دنیا قائم نہیں رہ سکتی

اصول کافی میں مندرجہ ذیل باب کے بعد متصلاً دوسرا باب ہے جس کا عنوان ہے باب ان الارض لا تخلو من حجۃ (دنیا حجت یعنی امام سے خالی نہیں رہ سکتی)

اس باب میں اس مضمون کی متعدد روایتیں ہیں جو پوری سند کے ساتھ روایت کی گئی ہیں۔ ان میں سے صرف دو یہاں درج کی جاتی ہیں۔

عن ابی حمزۃ قال قلت لابی عبد اللہ تبقی الارض بغیر امام؟ قال لو بقیت الارض بغیر امام لساخت (اصول کافی ص ۱۰۴)

ابو حمزہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ یہ زمین بغیر امام کے باقی اور قائم رہ سکتی؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر زمین امام کے بغیر باقی رہے گی تو دھنس جائے گی۔ (قائم نہیں رہ سکتی)

عن ابی جعفر قال لو ان الامام رفع من الارض ساعۃ لماجت باھلھا کما یموج البحر باھلہ۔

امام باقر سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر امام کو ایک گھڑی کے لیے بھی زمین سے اٹھا لیا جائے تو وہ اپنی آبادی کے ساتھ ایسے ڈولے گی جیسے سمندر میں موجیں

آتی ہیں۔

تمام سنی حضرات اِن حوالہ جات کو پڑھ کر اندازہ لگائیں کہ یہ خدا اور اس کے پیارے رسولؐ کی توہین نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ عقیدہ امامت شیعیت کا انتہائی غلیظ عقیدہ ہے۔ جس نے پورے عالم اسلام کو تڑپا کر رکھ دیا ہے۔ شیعہ فرقہ اثناعشریہ کا عقیدہ بلکہ کہنا چاہیئے کہ ایمان ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ عدل اور حکمت و رحمت کے لازمی تقاضے سے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا تھا اور بندوں کی ہدایت و رہنمائی اور ان کی قیادت و سربراہی کے لیۓ اس کی طرف سے انبیاء و رسل علیہم السلام مبعوث اور نامزد ہو کر آتے تھے جو معصوم اور مفترض الطاعۃ ہوتے تھے اور ان کی بعثت و دعوت ہی سے بندوں پر اللہ کی حجت قائم ہوتی تھی اور وہ ثواب یا عذاب کے مستحق ہوتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے بندوں کی ہدایت و رہنمائی اور سربراہی کے لیے اور ان پر حجت قائم کرنے کے لیے امامت کا سلسلہ قائم فرما دیا ہے اور قیامت تک کے لیۓ بارہ[۱۲] امام نامزد کر دیئے ہیں بارھویں امام پہ دنیا کا خاتمہ اور قیامت ہے یہ بارہ امام انبیاء علیہم السلام ہی کی طرح اللہ کی حجت معصوم اور مفترض الطاعۃ ہیں اور مرتبہ اور درجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل و برتر اور بالاتر ہیں۔ ان اماموں کی اس امامت کو ماننا اور اس پر ایمان لانا اسی طرح نجات کی شرط ہے جس طرح انبیاء علیہم السلام کی نبوت و رسالت کو ماننا اور ان پر ایمان لانا شرط نجات ہے۔

ان بارہ[۱۲] اماموں میں پہلے امام حضرت علی[۱] مرتضیٰ۔ ان کے بعد ان کے بڑے بیٹے حضرت[۲] حسن اس منصب یعنی منصب امامت پر

فائز رہے۔ اور ان کے بعد ان کے چھوٹے بھائی حضرت حسین[۳]۔ پھر ان کے بعد کے بعد کے بیٹے ان کے بیٹے حضرت علی بن الحسین[۴] (امام زین العابدین) ان کے بعد ان کے بیٹے محمد[۵] بن علی (امام باقر) ان کے بعد کے ان کے بیٹے جعفر[۶] صادق ان کے بعد کے بیٹے ان کے بیٹے موسیٰ[۷] کاظم ان کے بعد کے بیٹے ان کے بیٹے علی[۸] بن موسیٰ رضا ان کے بعد کے بیٹے ان کے بیٹے محمد[۹] بن علی تقی۔ ان کے بعد کے بیٹے بارہویں اور آخری امام محمد[۱۲] بن الحسن (امام غائب مہدی) جو شیعی عقیدے کے مطابق اب سے قریباً ساڑھے گیارہ سو سال پہلے ۲۵۵ھ یا ۲۵۶ھ میں پیدا ہو کر ۴ یا ۵ سال کی عمر میں معجزانہ طور پر غائب ہو گئے اور اب تک زندہ ایک غار میں روپوش ہیں۔ ان پر امامت کا سلسلہ ختم ہو گیا[۱]

اور چونکہ شیعی عقیدہ کے مطابق دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر اور نامزد زندہ امام کا رہنا ضروری ہے۔ جو بندوں کے لئے اللہ کی حجت ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے وہ قیامت تک زندہ رہیں گے اور قیامت سے پہلے کسی وقت غار سے برآمد اور ظاہر ہوں گے اور اپنے ساتھ وہ اصلی قرآن جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرتب فرمایا تھا (جو موجودہ قرآن سے مختلف ہے) اور مصحف فاطمہ وغیرہ بندوں کی ہدایت کا وہ سارا سامان اور علوم کا وہ سارا خزانہ الجفر اور الجامعۃ وغیرہ جو ان سے پہلے تمام آئمہ سے وراثتاً ان کو ملا تھا وہ ساتھ لے کر آئیں گے۔

شیعہ اثنا عشریہ کے عقیدے اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات کے مطابق جیسا کہ عرض کیا گیا یہ بارہ حضرات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزد امام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصلی خلیفہ و جانشین تھے۔ یہ سب

---

[۱] یاد رہے کہ یہ اثنا عشری عقیدہ کا بیان ہے۔ تاریخی شہادت اور تحقیقی بات یہ ہے کہ حسن بن علی عسکری کا کوئی بیٹا پیدا ہی نہیں ہوا۔ ان کے حقیقی بھائی جعفر بن علی کا یہی بیان ہے اور اسی وجہ سے حسن بن علی کی میراث انہی کو ملی تھی۔

نبیوں رسولوں کی طرح معصوم تھے۔ ان کی اطاعت اسی طرح فرض تھی اور فرض ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے سب نبیوں اور رسولوں کی اطاعت ان کے امتیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کی گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ ائمہ ہی بندوں پر اللہ کی حجت ہیں۔ ان کا مقام اور درجہ یہ ہے کہ دنیا انہی کے دم سے قائم ہے، اگر ذرا سے وقت کے لیے بھی یہ دنیا امام سے خالی ہو جائے تو زمین دھنس جائے اور یہ ساری کائنات فنا ہو جائے۔ یہ سب ائمہ صاحب معجزات تھے، ان کے پاس اسی طرح ملائکہ آتے تھے جس طرح انبیاء علیہم السلام کے پاس آیا کرتے۔ ان کو معراج بھی ہوتی تھی۔ ان پر اللہ کی طرف سے کتابیں بھی نازل ہوتی تھیں۔

ناظرین:۔ تین حوالہ جات اوپر پہلے تحریر کئے ہیں۔ چند اب نیچے تحریر کریں گے۔ ہم ان حوالہ جات کو فقط تحریر ہی کریں گے۔ ان پر بحث نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ بحث کسی اور تصنیف میں ہوگی اگر ہم ان حوالہ جات کو ایمان کا جزء سمجھیں تو شاید ہی ہمارا ایمان سلامت رہے

اماموں کو پہچاننا اور ماننا شرط ایمان ہے۔

اسی اصول کافی میں ایک باب کا عنوان ہے۔ باب معرفة الامامه والرد الیه۔ اس باب میں ایک روایت ہے۔

عن احدهما انه قال	امام باقر امام جعفر صادق
لایکون العبد مومنا	سے روایت ہے انہوں نے
حتی یعرف الله و	فرمایا کہ کوئی بندہ مومن نہیں
رسوله والائمة	ہو سکتا جب تک وہ اللہ اور
کلهم وامام زمانه	اس کے رسول کی اور تمام
(اصول کافی صفحہ ۱۱۵)	ائمہ اور خاص کر اپنے زمانہ

کے امام کی معرفت حاصل نہ ہو۔

امامت اور اماموں پر ایمان لانے کا اور اس کی تبلیغ کا حکم سب پیغمبر اور سب آسمانی کتابوں ذریعہ آیا ہے۔

اصول کافی ہی امام جعفر صادق سے روایت ہے۔

قال ولایتنا ولایۃ اللہ التی لم یبعث نبی قط الابھا۔ (اصول کافی ص۲۷۶)	آپ نے فرمایا ہماری ولایت (یعنی بندوں پر اور مخلوق پر ہماری حاکمیت) بعینہٖ اللہ تعالیٰ کی ولایت وحاکمیت ہے۔ جو نبی بھی اللہ کی طرف سے بھیجا گیا وہ اس کا اور اس کی تبلیغ کا حکم لے کر بھیجا گیا۔

آگے اسی صفحہ پر امام جعفر صادق کے صاحبزادے نے ساتویں امام ابوالحسن موسیٰ کاظم سے روایت ہے۔

قال ولایۃ علیؑ مکتوبۃ فی جمیع صحف الانبیاء ولن یبعث اللہ رسولہ الا بنبوۃ محمد صلی اللہ علیہ والہ والہ وصیۃ علی علیہ السلام (اصول کافی ص۲۷۶)	آپ نے فرمایا کہ علی علیہ السلام کی ولایت (یعنی امامت وحاکمیت، کا مسئلہ انبیاء علیہم السلام کے تمام صحیفوں میں لکھا ہوا ہے اور اللہ نے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جو محمد صلی

اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے
پر اور علی علیہم السلام
کے وحی ہونے پہ ایمان
لانے کا حکم نہ لایا ہو اور
اُس نے اس کی تبلیغ نہ
کی ہو۔

اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ جس منزل من اللہ نور پہ ایمان لانے کا حکم قرآن میں دیا گیا ہے اس سے مراد آئمہ ہیں۔

اصول کافی میں ایک باب ہے۔ ان الائمۃ نور اللہ عزوجل
اس باب کی پہلی روایت ہے۔

عن ابی خالد الکابلی
سألت ابا جعفر عن
قول اللہ عزوجل
آمنوا باللہ ورسلہ
والنور الذی انزلنا
فقال یا ابا خالد
النور واللہ الائمۃ
(اصول کافی ص۱۱۰)

ابو خالد کابلی سے روایت
ہے کہ میں نے امام باقر
سے اس آیت کے بارہ
میں دریافت کیا "آمنو
باللہ ورسلہ والنور الذی
انزلنا (ایمان لاؤ اللہ
پر اور اس کے رسولوں
پر اور اس نور پہ جو ہم
نے نازل کیا ہے ۔ ۔ ۔)
تو امام نے فرمایا کہ اے
ابو خالد خدا کی قسم اس
نور سے مراد آئمہ ہیں۔

قرآن مجید میں جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کئے جانے والے نور کا ذکر ہے

قرآن مجید میں جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیے جانے والے نور کا ذکر ہے۔ ساری امت کے نزدیک اور ہر شخص کے نزدیک جس کو عربی زبان کی شدبد بھی ہو اس سے مراد قرآن پاک ہے جو منزل من اللہ نور ہدایت ہے اور اللہ و رسول کے ساتھ اس پر بھی ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے (ان تمام آیتوں کا سیاق سباق بھی یہی بتلاتا ہے) لیکن شیعی روایات میں امام باقر، امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم سب سے یہی نقل کیا گیا ہے کہ ان آیتوں میں "نور من اللہ" سے قرآن نہیں۔ بلکہ شیعہ حضرات کے بارہ امام مراد ہیں۔ اور اللہ و رسول کے ساتھ ان ہی پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔

اماموں کی اطاعت فرض ہے۔

اسی اصول کافی کتاب الحجۃ کے ایک باب کا عنوان ہے "باب فرض طاعۃ الائمۃ" اسی باب کی ایک روایت ہے۔

عن ابی الصباح قال	ابوالصباح سے روایت
اشھد انی سمعت ابا	ہے انہوں نے کہا میں
عبد اللہ یقول اشھد	شہادت دیتا ہوں کہ میں
ان علیا امام فرض اللہ	نے امام جعفر صادق سے
طاعتہ، وان الحسن اماما	سا وہ فرماتے تھے کہ میں
فرض اللہ طاعتہ وان	شہادت دیتا ہوں کہ علی
علی بن الحسین امام	امام ہیں اللہ نے ان کی
فرض اللہ طاعتہ وان	اطاعت فرض کی ہے اور
محمد بن علی امام فرض	حسین امام ہیں اور اللہ

اﷲ طاعتہ
(اصول کافی ص۱۰۹)

نے ان کی اطاعت اللہ نے فرض کی ہے اور علی بن حسین (زین العابدین) امام ہیں ان کی اطاعت اللہ نے فرض کی ہے اور ان کے بیٹے محمد بن علی (امام باقر) امام ہیں اللہ نے ان کی اطاعت فرض کی ہے۔

نیز اصول کافی کے اس باب میں امام جعفر صادق ہی سے روایت ہے کہ فرماتے تھے۔

نحن الذین فرض اﷲ طاعتنا لا یسع الناس الا معرفتنا ولا یعذر الناس بجھالتنا من عرفنا کان مومنا ومن انکرنا کان کافرا ومن لم یعرفنا ولم ینکرنا کان ضالا حتی یرجع الی الھدی الذی افترض اﷲ علیہ من طاعتنا الواجبۃ (اصول کافی ص۱۱۱)	ہم وہ ہیں کہ اللہ نے ہماری اطاعت فرض کی ہے۔ سب لوگوں کے لیے ہم کو پہچاننا اور ماننا ضروری ہے ہمارے بارے میں ناواقفیت کی وجہ سے لوگ معذور قرار نہیں دیئے جائیں گے۔ جو ہم کو پہچانتا اور مانتا ہے وہ مومن ہے اور جو ان کا اقرار کرتا ہے وہ کافر ہے اور جو ہم کو نہیں پہچانتا اور مانتا

اور انکار بھی نہیں کرتا وہ
گمراہ ہے۔ یہاں تک کہ وہ
راہ راست پہ آجائے اور
ہماری وہ اطاعت قبول
کرے جو فرض ہے۔

اسی مضمون کی ایک روایت امام جعفر صادق کے والد ماجد امام باقر سے بھی روایت کی گئی ہے اس کے آخر میں ہے کہ امام باقر نے امامت اور ان کی اطاعت کی فرضیت کا بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ ھذا دین اللہ و دین ملئکۃ (یہی اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا دین ہے۔) (اصول کافی ص۱۱۱)

ائمہ کی اطاعت رسولوں ہی کی طرح فرض ہے

عن ابی الحسن العطار قال سمعت اباعبداللہ یقول اشرک بین الا وصیاء والرسل فی الطاعۃ۔
(اصول کافی ص۱۱۰)

ابوالحسن عطار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا فرماتے تھے کہ اوصیاء (یعنی ائمہ) کو اطاعت میں رسولوں کے ساتھ شریک کرو۔ (یعنی جس طرح رسولوں کی اطاعت فرض ہے اسی طرح اماموں کی اطاعت فرض سمجھو۔)

اصول کافی کے شارح علامہ قزوینی نے روایت کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اشرک" امر کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے اور ماضی مجہول واحد غائب کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے دونوں صورتوں میں حاصل

مطلب وہی ہوگا جو ترجمہ میں لکھا گیا ہے۔

(الصافی شرح اصول کافی جزء سوم حصہ اوّل ص۵۹)

ائمہ انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم ہوتے ہیں۔

اصول کافی میں ایک باب ہے "باب نادر جامع فی فضل الامام وصفاتہ" اس باب میں آٹھویں امام علی بن موسیٰ رضا علیہم السلام کا ایک طویل خطبہ ہے اس میں آئمہ کے فضائل وخصائص بیان کرتے ہوئے بار بار ان کی معصومیت کی تصریح کی گئی ہے۔

ایک جگہ فرمایا گیا ہے۔

"الامام المطھر من الذنوب والمبرء من العیوب"

امام ہر طرح کے گناہوں اور عیوب سے پاک اور مبراء ہوتا ہے۔

آگے اسی خطبہ میں امام کے بارے میں ہے۔

فھو معصوم مؤیدٌ، موفق مسدد قد امن من الخطاء والزلل والعثار یخصہ اللہ بذلک لیکون حجۃ علی عبادہٖ وشاھدہٗ علی خلقہ

(اصول کافی ص۱۲۱، ۱۲۲)

وہ معصوم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی خاص تائید وتوفیق اس کے ساتھ ہوتی ہے" اللہ اس کو سیدھا رکھتا ہے وہ غلطی بھول چوک اور لغزش سے محفوظ و مامون ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معصومیت کی اس نعمت کے ساتھ اس کو مخصوص کرتا ہے تاکہ وہ اس کے

بندوں پر اس کی حجت ہو
اور اس کی مخلوق پر شاہد
ہو۔

اماموں کا حمل ماؤں کے رحم میں نہیں بلکہ پہلو میں قائم ہوتا ہے اور وہ ان کی ران سے پیدا ہوتے ہیں۔

علامہ مجلسی نے "حق الیقین" میں گیارھویں امام حسن عسکری سے روایت کیا کہ آپ نے بیان فرمایا کہ:۔

حمل ما اوصیائے پیغمبراں در شکم نمی باشد در پہلوے باشد واز رحم بیرون نمی آئیم بلکہ از ران مادران فرود مے آئیم زیراکہ ما نور خدائے تعالیٰ ایم وچرک وکثافت ونجاست را از ما دور گردانیدہ است (حق الیقین ص۱۳۶ طبع ایران)

ہم اوصیاں پیغمبران (یعنی ائمہ کا حمل ماؤں کے پیٹ یعنی رحم میں قرار نہیں پاتا بلکہ پہلو میں ہوتا ہے اور ہم رحم سے باہر نہیں آتے بلکہ ماؤں کی رانوں سے پیدا ہوتے ہیں کیوں کہ ہم خداوند تعالیٰ کا نور ہیں۔ لہذا ہم کو گندگی، اور غلاظت ونجاست سے دور رکھا جاتا ہے۔

قارئین اندازہ لگائیں کہ مذہب شیعہ نے آئمہ کی اتنی فضول اور جھوٹی تعریف کرکے انبیاء کی کتنی بڑی توہین کی ہے۔ اس سے آپ خود اندازہ لگائیں۔ اس ابھرتے ہوئے ناسور کو دبانے کی کوشش کریں۔ اس صورت میں ہی ہمارا ایمان زندہ اور سلامت رہ سکتا ہے۔ ایک اور توہین آمیز حوالہ جس نے نبوت کی توہین کرنے میں کوئی کسر نہیں

چھوڑی۔ (تڑپ جاؤ)

امامت کا درجہ نبوت سے بالاتر ہے

انہی علامہ باقر مجلسی نے اپنی تصنیف حیات القلوب میں لکھا ہے۔

امامت بالاتر از رتبہ پیغمبری است	امامت کا درجہ نبوت اور پیغمبری کا سے بالاتر ہے۔

(حیات القلوب جلد سوم ص۱۰)

آئمہ کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر اور ساری مخلوق اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی برتر اور بالاتر

اصول کافی کتاب الحجۃ میں امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے بعد کے ائمہ کی فضیلت اور درجہ و مرتبہ کے بیان میں امام جعفر صادق کا ایک طویل ارشاد نقل کیا گیا ہے اس کا ابتدائی حصہ یہ ہے۔

ماجاء بہ علی اٰخذ بہ	جو عمل علی لائے ہیں ان پر
و ما نھی عنہ انتھی	عمل کرتا ہوں اور جس
عنہ یجری لہ من الفضل	چیز سے انہوں نے منع
مثل ما جری لمحمد	کیا ہے اس کو نہیں کرتا
، و لمحمد الفضل علی	اس سے باز رہتا ہوں،
جمیع خلق اللہ عز	ان کی فضیلت مثل اس کے
وجل المتعقب علیہ	ہے جو محمدؐ کو حاصل
فی شئی من احکامہ کا	ہے اور محمدؐ کو فضیلت
المتعقب علی اللہ وعلی	حاصل ہے اللہ کی تمام مخلوق

ورسوله والراد علیه فی صغیرة او کبیرة علی احد الشرك بالله ، کان امیرالمومنین باب الله الذی لا یوتی الا منه وسبیله الذی من سلك بغیره یهلك وکذالك جری لائمة الهدی واحد بعد واحد۔

پر ان کے (یعنی علیؑ کے) کسی حکم پر اعتراض کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ کہ اللہ اور اس کے رسول پر اعتراض کرتے والا۔ اور کسی چھوٹی یا بڑی بات میں ان پر رد و انکار کرنے والا اللہ کے ساتھ شریک کرتے کے درجہ پر ہے۔ امیرالمومنین اللہ کا وہ دروازہ تھے کہ ان کے سوا کسی اور دروازہ سے اللہ کا وہ راستہ تھے کہ جو کوئی اس کے سوا کسی دوسرے راستہ پر چلا وہ ہلاک ہو جائے گا اور اسی طرح تمام آئمہ ہدیٰ کے لیے فضیلت جاری ہے ایک کے بعد ایک کے لئے (یعنی سب کا یہی درجہ اور یہی مقام و مرتبہ ہے)

امیرالمومنین کا ارشاد کہ تمام فرشتوں اور تمام پیغمبروں نے میرے لئے اسی طرح اور اقرار کیا جس طرح محمدؐ کے لئے کیا تھا۔ اور میں ہی لوگوں کو جنت اور دوزخ میں بھیجنے والا ہوں

اس مندرجہ بالا روایت میں آگے ہے کہ

وکان امیرالمومنین کثیراً ما یقول انا قسیم اللہ بین الجنۃ والنار وانا صاحب العصا والمیسم ولقد اقرت لی جمیع الملئکۃ والروح والرسل مثل ما اقروا بہ لمحمد۔ (اصول کافی ص۱۱۷)	امیرالمومنین اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ کی طرف سے جنت اور دوزخ کے درمیان تقسیم کرنے والا ہوں (یعنی میں لوگوں کو جنت اور دوزخ میں بھیجوں گا) اور میرے پاس عصائے موسیٰ اور خاتم سلیمان ہے اور میرے لیے تمام فرشتوں نے اور الروح نے بھی (جو جبرئیل امین اور تمام فرشتوں سے عظیم اور بالاتر ایک مخلوق ہے) اور تمام رسول نے۔ اسی

طرح اقرار کیا جیسا اقرار
انہوں نے محمدؐ کے
لیے کیا تھا۔

آئمہ کو ماکان و مایکون کا علم حاصل تھا، اور وہ علم میں حضرت موسیٰ جیسے جلیل القدر پیغمبر سے بھی فائق تھے۔

اصول کافی میں ایک باب جس کا عنوان ہے "ان الائمۃ علیہم السلام یعلمون ماکان و مایکون وانہ لا یخفی علیہم شئی صلوٰت اللہ علیہم" (یعنی ائمہ کو ماکان و مایکون کا علم ہوتا ہے اور کوئی چیز بھی ان کی نگاہ سے اوجھل نہیں ہوتی) اس باب کی پہلی روایت ہے کہ امام جعفر نے اپنے خاص رازداروں کی ایک مجلس میں فرمایا کہ :۔

لو کنت بین موسیٰ و	اگر میں موسیٰ اور خضر
الخضر لاخبرتہما	کے درمیان ہوتا تو
انی اعلم منہما و لا	میں ان کو بتلاتا کہ میں
نبأتہما ما لیس فی	ان دونوں سے زیادہ علم
ایدیہما لان موسیٰ	رکھتا ہوں، اور ان کو
والخضر علیہما السلام	اس سے باخبر کرتا جو
اعطینا علم ماکان و	ان کے علم میں نہیں تھا
لم یعطیا علم ما	کیوں کہ موسیٰ اور خضر
یکون و ما ھو کائن	علیہا السلام کو صرف
حتی تقوم الساعۃ و	ماکان کا علم عطا ہوا تھا
قد ورثناہ من رسول	اور مایکون اور جو کچھ

اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وراثۃً۔
(اصول کافی صفحہ ۱۴۰)

قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کا علم ان کو نہیں دیا گیا تھا اور ہم کو وہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وراثۃً حاصل ہوا ہے۔

ائمہ کے پاس فرشتوں کی آمد و رفت رہتی ہے

اصول کافی میں ایک باب ہے "ان الائمہ معدن العلم و شجرۃ النبوۃ و مختلف الملائکۃ" ائمہ علم کا معدن (سرچشمہ) ہیں اور شجرۂ نبوت ہیں اور ان کے پاس ملائکہ کی آمد و رفت رہتی ہے۔
اس باب میں روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا۔

نحن شجرۃ النبوۃ و بیت الرحمۃ و مفاتیح الحکمۃ و معدن العلم و موضع الرسالۃ و مختلف الملائکۃ
(اصول کافی ص۱۳۵)

ہم لوگ نبوت کے درخت ہیں اور رحمت کے گھر ہیں اور حکمت کی کنجیاں ہیں اور علم کا خزانہ ہیں اور رسالت کی جگہ ہیں اور ہمارے پاس ملائکہ کی آمد و رفت رہتی ہے۔

ائمہ کو وہ سب علوم حاصل ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں اور نبیوں رسولوں کو عطا ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ بہت سے ایسے علوم بھی جو نبیوں اور فرشتوں کو بھی عطا نہیں ہوئے

اصول کافی میں باب ہے ان الائمۃ علیھم السلام یعلمون جمیع العلوم التی خرجت الی الملائکۃ والانبیاء والرسل علیھم السلام (ص۱۵۶) (آئمہ علیہم السلام ان تمام علوم کے عالم ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں اور انبیاء و رسل علیہم السلام کو عطا ہوئے ہیں۔) اسی باب کی پہلی روایت ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان للہ تبارک و تعالیٰ علمین علماً اظھرہ ملائکتہ وانبیاءہ ورسلہ فما اظھر علیہ ملائکتہ ورسلہ وانبیاءہ فقد علمناہ وعلماً استاثر بہ فاذا بدا اللہ فی شیء منہ اعلمنا ذالک وعرض علی الائمۃ الذین کانوا من قبلنا۔

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دو قسم کے علم ہیں ایک قسم ان علوم کی ہے جن کی اطلاع اس نے اپنے فرشتوں اور نبیوں اور رسولوں کو دی ہے تو ان کی اطلاع اور اللہ تعالیٰ کے علم کی دوسری قسم وہ ہے جس کو اس نے اپنے لیے خاص کرایا ہے۔ (یعنی نبیوں اور

رسولوں اور فرشتوں کو
بھی اس کی اطلاع نہیں
دی ہے) تو جب اللہ
تعالیٰ اپنے اس خاص علم
میں سے کسی چیز کو شروع
کرتا ہے تو ہم کو اس
کی اطلاع دے دیتا
ہے اور جو ائمہ ہم سے
پہلے گذر چکے ہیں، ان
پر بھی اس کو پیش کر
دیتا ہے۔

ائمہ اپنی موت کا وقت بھی جانتے ہیں اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے

اصول کافی میں باب ہے جس کا عنوان ہے " ان الائمۃ علیہم السلام یعلمون متی یموتون وانہم لا یموتون الا باختیار منہم (ص۱۵۸) آئمہ علیہم السلام جانتے ہیں کہ کب ان کی وفات ہوگی، اور ان کی وفات ان کے اپنے اختیار ہی سے ہوتی ہے۔

اس باب میں جو روایتیں ائمہ سے نقل کی گئی ہیں ان کا حاصل یہی ہے البتہ اس باب کی آخری روایت شیعہ حضرات کے لیے خاص طور سے قبل غور ہے اس لیے یہاں نقل کی جاتی ہے۔

عن ابی جعفر علیہ السلام قال انزل اللہ عزو	امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل

جل النصر علی الحسین علیہ السلام حتی کان بین السماء والارض کم خیر النصر و لقاء فاختار لقاء اللہ عز وجل (اصول کافی ص ۱۵۹)	نے (کربلا میں) حسین علیہ السلام کے لیے آسمان سے مدد (ملائکہ کی فوج) بھیجی تھی وہ آسمان اور زمین کے درمیان آگئی تھی۔ پھر اللہ نے حسینؑ کو اختیار دیا کہ وہ خدا کی (آسمانی فوج) کی مدد قبول کریں اور اس سے کام لیں۔

اب آخری حوالہ سامعین کے پیش نظر ہے حوالہ جات تو اور بھی بہت زیادہ تحریر کر سکتا ہوں مگر اب تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس قدر میں زخمی دل ہو گیا ہوں۔ مجھ میں اب دیگر حوالہ جات کی سکت اور ہمت نہیں رہی۔ آپ نے خود محسوس کیا ہو گا کہ مذہب شیعہ تو صرف خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کا ہی صرف دشمن ہے۔ درج ذیل حوالے نے تو بالکل میرے رونگٹے ٹکڑے کر دیے کہ خدا تعالیٰ اس قدر توہین جو دو نوں جہانوں کا مالک اور رب العالمین ہے اور مالک و مختار ہے۔

کہنے کو تو بہت کچھ دل چاہتا ہے لیکن جبراً یہ حوالہ تحریر کر رہا ہوں قارئین ملاحظہ فرمائیے۔

اصول کافی کتاب الحجہ میں ایک باب ہے" باب ان الارض کلہا للامام علیہ السلام (یعنی ساری زمین امام علیہ السلام کی ملکیت ہے) اس باب میں جناب ابوبصیر سے روایت ہے کہ میرے ایک سوال کے جواب

میں امام جعفر صادقؒ نے فرمایا۔

اما علمت ان الدنیا و	کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں
الآخرۃ للامام	کہ دنیا و آخرت سب امام
یضعھا حیث شاء و	کی ملکیت ہے وہ جس کو
یدفعھا الی من یشاء	چاہیں دے دیں اور
(اصول کافی ص۲۵۹)	عطا فرما دیں۔

قارئین اب یہ باب ختم ہوتا ہے۔ محض اس کا مقصد سنیوں کو آگاہ کرنا تھا نہ کہ اور ایک بات ذہن نشین کر لیں جن ائمہ کی طرف یہ روایات منسوب کی گئی ہیں۔ انہوں نے یہ باتیں بالکل نہیں کیں۔ ان کے ذمہ یہ باتیں لگا کر انہیں بدنام کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں۔ یہ کام شیعہ مذہب کے علماء نے کیا ہے۔ جو اسلام کے دشمن تھے۔ اب ان حوالہ جات کو ذہن میں رکھ کر حق کا راستہ متعین کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پہ چلائے (آمین)

ماتم حرام ہونے کی دلیلیں

معزز ناظرین :- آفتاب رسالت کے طلوع ہونے سے پہلے یعنی زمانہ جاہلیت میں زنا۔ شراب۔ قتل وغیرہ کی طرح ماتم کا بھی رواج بہت تھا۔ بڑے بڑے آدمیوں کی موت پر بھی کبھی مدت تک ماتم ہوتا رہتا تھا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر صبر کی تلقین فرمائی اور اس قبیح رسم کو ادا کرنے سے ہمیشہ کے لیئے منع فرمایا۔ لیکن آج جاہلیت کی اس قبیح رسم کو بعض نام نہاد مسلم عبادت اور کار خیر سمجھنے لگے۔ کتاب میں اس باب کا اس لیے اضافہ کیا ہے کہ ہر کلمہ گو یہ سمجھ سکے کہ ماتم۔ نوحہ۔ بین۔ سیاہ لباس و چیخ کر رونا پیٹنا بدترین فعل ہے اور بہت بڑا گناہ ہے حضرت رسول اکرمؐ اور ابو الائمہ امیر المومنین حضرت علیؓ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ۔ حضرت امام زین العابدینؒ اور جملہ آئمہ اہل بیت اکرام نے ماتم وغیرہ کرنے اور اس کی مجلسوں میں شریک ہونے سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حق سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے (آمین)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک سو مقام پر صبر کرنے کا حکم

دیا۔ صبر نہ کرنے پر عذاب دینے کی وعید سنائی ہے صبر نہ کرنے والوں کی مذمت کی ہے اور صبر کرنے والوں کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

معزز قارئین ۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سو مقام پر صبر کی تلقین فرمائی ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر کوئی ماتمی سیاپے کا شیدائی اور کوئی سیہ کار لباس کا شیدائی صرف ایک ہی آیت ماتم و سیاہ لباس پہننا واویلا کے جواز میں پیش کر دے تو منہ مانگا انعام پائے۔

اب میں ماتم وغیرہ رسومات جہالت کے متعلق قرآن مجید کی آیتیں حضور پاک کی حدیثیں اور آئمہ کرام کے ارشادات پیش کرتا ہوں۔ تاکہ حقائق کو سمجھنے میں آسانی ہو اور کتاب پڑھنے والا آسانی سے میری بات کو سمجھ سکے۔

محمود اقبال

١- وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ط اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ط (البقرۃ پ۲)

اور ان لوگوں کو بشارت اور خوش خبری دیجیے جو مصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ط کہتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی خصوصی عنایات اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ صبر کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور عنایتیں ہیں اور ہدایت یافتہ صرف یہی لوگ ہیں یعنی بے صبر کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ہدایت سے محروم ہیں۔

٢- وَاِنْ تَصْبِرُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ ط (پ۴)

اور یہ کہ صبر کرتے رہو تو تمہارے لئے یہ بہتر ہے۔

٣- وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ ه (پ۴)

اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔

٤- وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ه (پ۲)

صبر کرنے والے مصیبت اور تنگی میں اور جہاد کے وقت یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

اس آیت شریفہ میں ان لوگوں کے غلط خیال اور باطل عقیدہ

کی تردید سے جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں صبر کرنے کا جو حکم ہے وہ جنگ وجہاد میں مضبوط رہنے کے معنی میں ہے۔ مگر یہاں مصیبت اور سختی میں صبر کرنے والوں کو اور جہاد میں صبر کرنے والوں کو جدا جدا ذکر کیا گیا ہے۔

اسی طرح قرآن پاک میں متعدد مقامات پر صبر کرنے کے متعلق بیان فرمایا ہے۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں نوحہ اور بین کی تردید:-

۱۔ من لم یرض بقضائی ولم یصبر علیٰ بلائی فلیخرج من تحت سمائی ولیطلب ربّاً سوائی۔

جو شخص میرے فیصلہ اور تقدیر پر راضی نہیں اور میری بھیجی ہوئی مصیبت پر صبر نہیں کرتا تو وہ میرے آسمان کے نیچے سے نکل کر کوئی اور رب میرے سوا تلاش کرے۔

۲۔ لعن اللہ النائحۃ والمستمعۃ۔

اللہ تعالیٰ نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی کو لعنت کرتے ہیں۔

۳۔ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النائحۃ۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والوں کو لعنت فرمائی تھی۔

۴۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

لیس منا من ضرب ... وہ ہم میں سے نہیں جو کہ

الخدود وشق	چہرے پر تھپڑ مارے اور
الجیوب ودعا بدعوی	گریبان پھاڑے کفر
الجاھلیۃ۔	کے جاہلانہ طریقہ پر آہ
	وفغاں اور واویلا کرے

۵۔ نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان المیت لیعذب	تحقیق میت کو اس کے
ببکاء اھلہ علیہ۔	اہل وعیال کے رونے
	پیٹنے کے سبب عذاب
	دیا جاتا ہے۔
۶۔ لیس منا من ضرب	جو شخص مصیبت کے
الخدود وشق	وقت چہرہ پر ہاتھ مار کر
الجیوب ودعی	پیٹے اور کپڑے پھاڑے
بدعوی الجاھلیۃ۔	وہ میری امت سے نہیں۔
۷۔ لعن رسول اللہ صلی	رسولؐ نے نوحہ۔ ماتم کرنے
اللہ علیہ وآلہ وسلم	والے اور ماتم کی مجلس
النائحۃ والمستمعۃ۔	میں ثواب کی نیت کے
(مشکوۃ شریف)	ساتھ شریک ہونے والوں
	اور ماتم سننے والوں پر
	لعنت کی ہے۔

حرمت ماتم کی دلیل حضرت امام باقرؑ کا فرمان ثانی

عن ابی جعفر قال قلت	حضرت امام باقر نے فرمایا
ما الجزع قال اشد	کہ واویلا کرنا۔ چیخنا چلانا
الجزع الصراخ	چہرہ اور سینہ پر پیٹنا

بالويل والعويل و
لطم الوجه والصدر
وجز الشعر ومن
اقام النوائحة فقد
ترك الصبر واخذ
في غير طريقة ومن صبر
واسترجع رحمة الله
فقد اوقع اجره على الله
ومن لم يفعل ذالك
احبط الله اجره رضي
بما صنع الله فقد ط
(حيات القلوب)

ہاں نوحہ نہایت سخت بے
صبری ہے اور جس شخص
نے بے صبری یعنی نوحہ
ماتم کرنے والوں کو بلایا
اس نے دین اسلام کو
چھوڑ کر بے دینی اور
گمراہی کا راستہ اختیار
کیا اور جس نے صبر
کیا اور اللہ کی تقدیر پر
راضی رہا اس نے
اجر پایا اور جو صبر نہ کرے
گا اس کے عمل ضائع
اور برباد ہو گئے۔

سوگ کی مدت اور حضرت امام جعفر صادق کا فتوے

قال الصادق ليس لاحد
ان يحد اكثر من ثلثة
ايام الا المعدوة على
زوجها حتى تنقضي
عدتها حتى۔

حضرت امام جعفر نے فرمایا
کہ کسی کلمہ گو کو اجازت
نہیں کہ تین دن سے زیادہ
عرصہ تک موت کا سوگ
کرے ہاں عورت اپنے
خاوند کی موت پہ چار
مہینے دس دن سوگ کر
سکتی ہے۔ یعنی کنگھی۔
سرمہ۔ پٹی ہار سنگھار عمدہ

لباس وغیرہ چھوڑ سکتی ہے۔

شیعو! کیا تمہارے حساب سے حضرت امامؑ کی شہادت کو ابھی تک تین دن نہیں ہوئے۔

ماتم وغیرہ کی حرمت پر حضرت خاتم الانبیاء المرسلین کا فرمان

حضرت رسول اکرمؐ کی چچا زاد بہن عکرمہ کی بیوی جس کا نام اُم حکیم تھا اُس نے پوچھا یا رسول اللہ سورۃ ممتحنہ میں اللہ نے عورت کو حکم دیا ہے کہ معروف کی نافرمانی نہ کریں وہ معروف کیا چیز ہے کہ جس میں جناب کی نافرمانی سخت گناہ ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ میں یہ حکم دیا ہے کہ عورتیں کسی موت پر اپنا منہ نہ پیٹیں۔ بالوں کو نہ نوچیں گریبان نہ پھاڑیں کپڑے کالے نہ کریں۔ بین اور واویلا نہ کریں۔

سیاہ لباس فرعون کا تھا
دوزخیوں کا لباس کالا تھا

سئل الصادق عن الصلوۃ فی القلنسوۃ السوداء فقال لا تصل فیھا فانھا لباس اھل النار وقال امیر المومنین فیما علم اصحابہ لا تلبسوا السواد فانہ لباس فرعون۔

حضرت امام صادق سے کسی مومن نے پوچھا کہ کالی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ تو امام نے فرمایا کہ کالے کپڑے پہن کر نماز نہ پڑھا کر کیوں کہ یہ لباس دوزخیوں کا ہے نیز آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر

المومنین نے اپنے اصحاب
واحباب سے فرمایا کہ
سیاہ لباس نہ پہنا کرو
یہ فرعون کا لباس تھا۔

شیعہ حضرات کی معتبر کتابوں میں یہ سب کچھ موجود ہے اس کے باوجود یہ لوگ ماتم کیے جا رہے ہیں خدا کی عبادت سے بڑھ کر وہ ماتم کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں گویا عبادت ان کے لیے ماتم حسینؓ ہے

تعزیہ بنانا شرک و کفر ہے

وقال امیر المومنین من جدد قبرا او مثل مثالا فقد خرج من الاسلام

امیر المومنین نے فرمایا کہ مصنوعی قبر یا روضہ کی شبیہ بنانا اور ایسا کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

حضرت جعفر صادق کا فرمان

عن ابی عبد اللہ قال رسول اللہ ضرب المسلم یدہ علی فخذہ عند المصیبۃ احباط لعملہ۔

حضرت جعفر صادق نے فرمایا کہ مصیبت کے وقت پیٹنے سے مومن کا اجر برباد ہو جاتا ہے۔

ماتمیوں کے وارثین کو جہنم میں ذلیل ہونے کی سزا

عن ابی عبد اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ

حضرت جعفر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ

علیہ وسلم من اطاع امرءتہ اکبتہ اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ علی وجہہ فی النار قیل وما تلک الطاعۃ قال ان تطلب الذھاب الی العرسات والنیاحۃ والثیاب الرقاق (فروع کافی جلد دوم ص ۲۴۲ مطبوعہ لکھنؤ)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اپنی بیویوں اور دوسری عورتوں کو ماتم نوحہ کی مجالس میں جانے کی اجازت دیتے ہیں اور باریک کپڑے سے منع نہیں کرتے ایسے لوگوں کو اوندھا ڈال کر اور کھینچ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

ماتم کرنے میں ایمان کی موت ہے۔

عن ابی عبد اللہ قال الصبر من الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد فاذا ذھب الراس ذھب الجسد کذالک اذا ذھب الصبر ذھب الایمان ط (اصول کافی کتاب ایمان و الکفر باب الصبر ص ۴۷)

حضرت علی حضرت جعفر صادق اور حضرت زین العابدین نے فرمایا کہ صبر کا ایمان سے ایسا تعلق ہے جیسا سر کا تعلق جسد کے ساتھ جب جسم سر سے جدا ہو جائے تو جسم بے کار ہو جاتا ہے اسی طرح نوحہ ماتم وغیرہ بے صبری کرنے سے ایمان مر کر بے کار ہو جاتا ہے۔

حضرت علی کا فرمان کہ مجالس ماتم میں شرکت کرنا منع ہے

ان ابن ابی طالب قال	حضرت علیؓ سے روایت
نھی رسول اللہ عن	ہے کہ آنحضرتؐ نے ماتم
النیاحۃ والاستماع	نوحہ اور ایسی بری مجالس
الیھا۔ (من لایحضرہ الفقیہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۶)	میں شرکت کو منع فرمایا۔

صبر کرنا انبیاء کی سنت ہے۔

قال علی رضی اللہ و	امام رضا نے فرمایا دشمنوں
ورثنا العفو عن آل	کو معاف کرنا ہمارا کام
یعقوب وورثنا	ہے ہمیں آل یعقوب سے
الصبر من آل ایوب	یہ ورثہ ملا ہے مصیبتوں
(فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۴۴)	پر صبر کرنا ہمارا شیوا ہے
	یہ ورثہ ہمیں آل ایوب
	سے ملا ہے۔

صبر کرنے سے ہزار شہید کا ثواب ملتا ہے۔

قال ابو عبد اللہ لیس	امام رضا نے فرمایا کہ
احد من شیعتنا یبتلی	ہمارے شیعہ اگر مصیبت
ببلیۃ فیصبر علی	پر صبر کریں تو انہیں
ذالک الا کتب اللہ لہ	ایک ہزار شہید کا اجر
اجر الف شھید	ملے گا۔

(اصول کافی حصہ اول
کتاب الحجۃ صفحہ ۲۴۳)

وفات رسول اور حضرت علی کا عمل

آنحضرت کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا یارسول اللہ اگر آپ نے ہمیں صبر کا حکم نہ فرمایا ہوتا تو ہم آج آنکھوں اور دماغ کا پانی رو رو کر پیٹا پیٹ کر خشک کر دیتے۔

(نہج البلاغت جلد اول ص۲۱۹)

حضرت علیؓ بن حسینؓ کا ارشاد

ترجمہ:۔ علی ابن حسین فرماتے ہیں کہ صبر کا ایمان سے وہی تعلق ہے جو سر کا جسم کے ساتھ جس نے صبر نہیں کیا اس کا ایمان نہیں۔ (اصول کافی ص۱۷۸۔ ج۔۱)

صبر کے متعلق حضرت علیؓ کا ارشاد

حضرت علی سے روایت ہے کہ صبر کا ایمان سے ایسا تعلق ہے جیسا کہ جسم کے ساتھ سر کا پس صبر چلا گیا ایمان بھی چلا گیا۔ (کنز العمال ص۱۵۳۔ ج۔۲) (بحوالہ منہاج التبلیغ جلد دوم)

تردید ماتم کی ایک اور حدیث

ترجمہ:۔ مہران بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت جعفر نے فرمایا کہ کوئی آدمی مرجاتا ہے تو اللہ فرشتہ کو اس کے گھر والوں میں سے اس شخص کی طرف بھیجتا ہے جو ان میں سے سب سے زیادہ دکھ میں ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے دل پہ ہاتھ پھیرتا ہے اور غم کی پریشانی اور قلق کو اس کے دل سے بھلا دیتا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو دنیا آباد ہی نہ رہتی۔ (من لا یحضرہ الفقیہ)

یہی حدیث فروع کافی میں بھی ہے آخری جملہ کا ترجمہ ادیب اعظم نے یوں لکھا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا آباد ہی نہ رہتی۔

ماتم کے متعلق امام باقر کا ارشاد

ترجمہ:۔ ۱۔ جابر شیعی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام باقرؑ سے پوچھا کہ جزع کیا ہے آپ نے فرمایا کہ چیخ مارنا ساتھ دین کے اور بلند آواز کے یعنی زبان سے واویلا کرنا اور شور مچانا اور منہ پر طمانچے مارنا اور چھاتی پیٹنا اور بال نوچنا پیشانی سے جس کسی نے نوحہ کیا اس نے صبر کو چھوڑا اور ہمارے طریقہ کے خلاف طریقہ اختیار کیا جس نے صبر کیا اور فقط انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور اللہ کی تعریف کی تو وہ تقدیر الٰہی پر راضی ہو گیا اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے جس نے ایسا نہ کیا بے صبری کی اس پر قضا الٰہی جاری ہو چکی ہے اور وہ ذلیل خوار ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہے۔ (فروع کافی ص۲۲۸)

ترجمہ: ۲:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مصیبت کے وقت اپنا گریبان پھاڑے اور رخسارے پیٹے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ نوحہ کرنے والی اگر بلا توبہ کئے مر جائے تو قیامت میں ایسا لباس پہنے گی جو ذراسی آگ میں جل اٹھے گا۔ (مسلم)

۳۔ امام باقرؓ فرماتے ہیں کہ میت کے لیئے یوم موت سے صرف تین دن سوگ کرنا چاہیئے۔ (من لا یحضر الفقیہ ص۵۱)

۴۔ عمر بن مقدام سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن یا امام باقر علیہ السلام سے آیتہ وَلَا یَعۡصِیۡنَکَ فِیۡ مَعۡرُوۡفٍ کے بارے میں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ جب میری وفات ہو جائے تو میری معیت پر اپنا منہ نہ نوچنا۔ بال کھولنا۔ ویل اور ہلاکت نہ پکارنا اور مجھ پر نوحہ کرنے والی عورتوں کو جمع نہ کرنا پھر فرمایا کہ یہ معروف ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب

جیسا فرمایا ہے وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ۔ یعنی عورتیں نیکی میں رسولؐ کی نافرمانی نہ کریں (معانی الاخبار مطبوعہ ایران ص۱۱۱)

۵۔ تفسیر قمی میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر عورتوں سے بیعت لی تو حارث بن عبدالمطلب کی بیٹی ام حکیم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ جس معروف (نیکی) کا حکم دیا ہے کہ اس میں ہم آپ کی نافرمانی نہ کریں وہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنا منہ نہ نوچو۔ بال نہ اکھاڑو گریبان چاک نہ کرو۔ سیاہ لباس نہ پہنو دیں اور ہلاکت نہ پکارو کسی کی قبر پہ نہ کھڑی ہولیں ان شرطوں پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی

(تفسیر قمی جلد دوم ص۳۶۹)

ماتم کے متعلق امام جعفرؒ کا واضح بیان

۶۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا ینبغی الصیاح علی المیت ولا شق الثیاب	امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ میت پہ چیخ چیخ کر نہیں رونا چاہیئے اور نہ کپڑے پھاڑے جائیں۔

(شافی ترجمہ فروع کافی ص۱۸۷ ج۱)

۲۔ باسناد صحیح عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرب المسلم یدہ علی فخذہ عند المصیبۃ احباط لاجرہ	بسند صحیح امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان مصیبت کے وقت بے صبری سے اپنی ران پہ ہاتھ مارے تو اس کا عمل نیک ضائع ہو

(فروغ کافی ص ۱۲۱ ج ۳) جاتا ہے اس پر اسے کوئی اجر نہیں ملتا۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نوحہ کرنے والی عورت کی آواز سے اللہ تعالیٰ کو سخت نفرت ہے۔

(تفسیر عمدۃ البیان شیعی ص ۲۴ ج ۳)

سنت یہ ہے کہ میت کے گھر میں تین دن تک کھانا بھیجا جائے تین روز سے زیادہ غم نہ کرنا چاہیئے مگر عورت اپنے شوہر کے واسطے چار ماہ دس روز تک سوگ رکھ سکتی ہے۔ (تحفۃ احمدیہ مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی ص ۲۴ ج ۳)

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ ط	رسول اللہ ؐ نے نوحہ کرنے نوحہ سننے والی پر دونوں پر لعنت کی ہے۔

معزز ناظرین:۔ ان معتبر شیعی کتب سے ثابت ہو گیا ہے کہ ماتم و نوحہ وغیرہ سب ناجائز ہے۔

امام جعفرؒ کا ماتم کے متعلق ایک اور ارشاد

امام جعفرؒ نے فرمایا کہ رونا پیٹنا۔ چیخنا بہتر نہیں ہے اور ناجائز ہے لیکن لوگ اسے جانتے نہیں حالانکہ صبر بہتر ہے۔ (شافی ترجمہ فروغ کافی ص ۱۸۱)

بوقت مصیبت امام جعفر صادقؒ کا عمل

راوی کہتا ہے کہ میں امام جعفر صادقؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ گھر میں سے کسی کے زور زور سے رونے کی آواز آئی حضرت کھڑے پھر بیٹھ گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور پھر اپنی بات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم تو یہ پسند کرتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے۔ (شافی ص ۱۸۸)

رد ماتم کی ایک اور حدیث

فرمایا امام باقرؒ نے جو بندہ مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون

کہتا ہے اور صبر سے کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے گناہ معاف کر دیتا ہے اور جب کبھی ذکر مصیبت کے وقت انا للہ و انا الیہ راجعون کہتا ہے تو جتنے گناہ مصیبت اور صبر کے دوران ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو بخشش دیتا ہے۔ (شافی ترجمہ فروغ)

ماتم حرام ہے سیدہ فاطمہ کو رسول اللہ کی وصیت

ترجمہ :۔ امام محمد باقرؒ اور امام جعفر صادق نے رسول اکرمؐ سے حدیث بیان کی بوقت وفات آپ نے حضرت فاطمہؓ کو وصیت فرمائی کہ جب میں مر جاؤں تو میری موت پر اپنا چہرہ نہ پیٹنا۔ بال نہ نوچنا نوحہ و ماتم نہ کرنا اور نوحہ و ماتم کرنے والوں کو نہ بلانا اے فاطمہؓ صبر کرنا۔ (حیات القلوب مصنفہ ملا باقر مجلسی مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ص۲۲۱ - ج ۲)

ماتم کرنے والے جہنم میں کتے کی شکل بن کر جائیں گے۔

ترجمہ :۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا اے فاطمہؓ معراج کی رات کو میں نے ایک عورت کو جہنم میں دیکھا جس کی شکل کتے کی تھی اور عذاب کے فرشتے اس کے پچھلے راستے سے آگ داخل کر رہے تھے اور شعلے اس کے منہ سے نکل رہے تھے اور فرشتے اس کو آہنی گرزوں سے مار پیٹ رہے تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے پوچھا ابا جان وہ عورت کون سا گناہ کرتی رہی تھی آپ نے فرمایا کہ نوحہ کرتی تھی۔

(حیات القلوب جلد دوم کتاب المعراج ص۳۵ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

انبیاء کرام کو ماتم سے تکلیف پہنچتی ہے

حضرت قرمود کہ جبر کتید خدا عقو کند ان | آنحضرت بیمار تھے لوگ رونے لگے تو آپؐ نے فرمایا کہ

شاد آزار مکنید مرا	صبر کرو اللہ تمہیں معاف
از گریہ و نالہ	کرے رو کر مجھے تکلیف
(جلاء العیون صفحہ ۳۷۹)	نہ دو۔

نوٹ:۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رونے پیٹنے سے انبیاءؑ کو دکھ پہنچتا ہے گویا کہ رونے چلانے والے رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں اور قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ	جو لوگ اللہ اور رسولؐ کو
وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ	ایذاء پہنچاتے ہیں ان پر
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ	دونوں جہانوں پر
	لعنت برستی ہے۔

بہن کو وصیت

حضرت حسینؓ نے اپنی ہمشیرہ زینبؓ اور اہلبیتؓ سے فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے بعد میرے غم میں تم اپنا گریبان نہ پھاڑنا منہ اور سینہ نہ پیٹنا۔ (ذبح عظیم صفحہ ۲۳۸)

ماتم کرنا بدکار لوگوں کا کام ہے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت تک میری امت میں یہ چار جاہلیت عادتیں جاری رہیں اور بدکار لوگ ایسے کرتے رہیں گے۔

۱۔ نسب پر فخر کرنا۔ ۲۔ نسبت پر طعن کرنا۔

۳۔ نوحہ اور ماتم کرنا۔ ۴۔ سیاپا کرنا۔

(حیات القلوب صفحہ ۸۳۱۔ ج۔ ۲)

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

اگر محرم کے دن غم جائز ہوتا تو پھر ہر سوموار کو بھی غم کرنا جائز ہوتا کیونکہ اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی

تھی۔

جو لوگ شیعہ کی ہر مجلس کو رونق دیتے ہیں اور محرم کے دنوں میں غم اور دسویں کو ماتم و نوحہ کرتے ہیں اور ایسے عبادت سمجھتے ہیں ان کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

ناظرین:۔

اس باب میں زیادہ تر شیعہ مذہب کی کتابوں۔ قرآن پاک احادیث اور انبیاء علیہ السلام کے نوحہ و ماتم اور صبر کے متعلق فرمودات پیش کئے گئے ہیں۔

اختصار کے پیش نظر کم حوالہ جات پر اکتفا کیا گیا ہے ورنہ اس موضوع پر ایک بہت بڑی کتاب ترتیب دی جا سکتی ہے اختصار کی اصل وجہ کم از کم صفحات پر زیادہ سے زیادہ مواد جمع کرنا ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر سی کوشش کو قبول فرما کر مقصد تحریر کو کامیابی سے ہمکنار فرمائیں اور تمام مسلمانوں کو اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق فرمائے۔ (آمین)

رافضیت کا کردار تاریخ کے آئینہ میں

آپ اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

ہم بھی اتنا ہو سکا کہ ہم نہ ہو عالم کا نظام
تم سمجھتے ہو کہ شاید قوت فریاد نہیں

۱۔ امت مسلمہ کے جدید علمائے دین نے بلکہ خود رافضیوں کے ائمہ مجتہدین نے رافضیوں کو صاف اور واضح طور پر سیدنا حسینؓ کا قاتل کہا ہے لیکن وہ تقیہ کر کے گیارہ صدیوں سے امت مسلمہ کو قاتل کہتے رہے اور ہمارے سادہ لوح مسلمان ان کے جھانسے میں آتے رہے۔

۲۔ انہیں بدترین دشمن اسلام اور کافر و مرتد بتایا ہے۔

حقیقت نفس الامری کے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو ان پر مندرجہ ذیل تمام القاب و آداب صادق چسپاں ہوتے ہیں۔ یعنی وہ کافر بھی ہیں۔ مشرک بھی۔ منافق بھی۔ مرتد بھی اور زندیق بھی۔ اگر اس سے بڑھ کر کوئی اصطلاح ہو سکتی ہے تو وہ بھی ان پر بعینہ چسپاں ہوتی ہے۔ دراصل یہ بدترین دشمن اسلام ہیں اور درحقیقت ان کا کوئی مذہب نہیں ہے اگر ہے تو اسلام کو مٹانا اور مسلمان کو زیادہ سے زیادہ تکلیف دینا اور نقصان پہنچانا ہے جیسا کہ ان کے یہودی اسلاف ان کے کانوں میں پھونک چکے ہیں۔

اختصار کے ساتھ چند واقعات اور حقائق سے پردہ اٹھانے لگا ہوں

اگر لکھنے لگوں تو اس موضوع پر کئی کتب لکھی جا سکتی ہیں۔ بہر حال کوشش کی گئی ہے کہ اس مضمون سے آپ ہر بات سمجھ جائیں۔ اختصار کی اصل وجہ کم از کم الفاظ میں آپ تک زیادہ سے زیادہ مواد پہنچانا ہے۔

حضرت علیؓ کے عہد میں حالات نے اسلامی غزوات و فتوحات کی بجائے خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کا رخ اختیار کر لیا۔ چنانچہ جمل۔ صفین اور نہروان نامی تین خطرناک اور اہل اسلام کے لیے تباہ کن جنگیں ہوئیں جن میں ایک لاکھ کے قریب مسلمان ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہو گئے بالآخر حضرت علیؓ اپنے ہی گروہ کے عبدالرحمٰن بن ملجم نامی برادر کشی سے تنگ آئے ایک شخص کے قاتلانہ حملے سے شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ رمضان المبارک سنہ ۴۰ ہجری کا ہے۔ چنانچہ والد کے انتقال کے بعد کوفہ میں آپؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی۔ لیکن حضرت حسنؓ نے امت کی فلاح و اجتماعیت اور منافقوں کی ریشہ دوانیوں کے انسداد کے پیش نظر ضروری سمجھا کہ خلافت اسلامیہ کی بھاگ دوڑ حضرت معاویہؓ جیسے جری داعین اور قوی و منتظم شخص کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے چنانچہ چھ ماہ بعد آپ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی اور اپنے زیر اثر علاقے ان کے حوالے کر دیئے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ پوری مسلمان قوم نے آپس میں اختلافات مٹا کر ایک خلیفہ پر اجماع کیا اس لیے اس سال کو تاریخ میں عام الجماعۃ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

حضرت حسنؓ کے اس اقدام سردگی کے نتیجہ میں ان شتازشی لوگوں کی سرگرمیاں یکدم سرد پڑ گئیں جن کی سازش نے حضرت عمر فاروقؓ کا چراغ حیات گل کیا۔ جن کی منافقانہ جارحیت نے حضرت عثمان غنیؓ جیسے مشفق خلیفہ کو شہید کیا۔ جن کی عیارانہ فریب کاری نے حضرت علیؓ سے مدینۃ الرسولؐ چھڑوایا جن کی اسلام دشمن پالیسیوں نے جمل و صفین اور نہروان جیسی مسلمان کش جنگیں

بر پا کرائیں اور جن کی بدفطری و بدقماشی نے آخر کار سیدنا حضرت علیؓ جیسے بھولے بھالے اور قابلِ احترام صحابی کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔

حضرت معاویہؓ کے بیس سالہ دورِ خلافت میں یہ عجمی سازشی لوگ کئی بار حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے پاس آئے اور فریب کاری کے قدیمی جال میں انہیں پھانسنا چاہا لیکن حضرت حسن و حسینؓ نے سختی کے ساتھ ان کی امیدیں خاک میں ملا دیں ۲۲ رجب ۶۰ھ ہجری کو سیدنا معاویہؓ کی وفات ہوگئی تو یہ پرانے شکاری کوفہ کی عجمی کمین گاہوں سے نکل کر پھر سرگرم عمل ہوگئے حضرت حسنؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس لیئے پرانے تعلقات و توقعات کی بنا پر کوفی سازشیوں نے حضرت حسینؓ کو تاکا اور ترغیب و تحریص کے خطوط بھیجنے شروع کر دیئے اسی دوران حضرت حسینؓ مدینہ منورہ سے مکہ تشریف لے آئے لیکن خطوط اور قاصدین کی آمد کا تانتا برابر جاری رہا تا آنکہ ابن کثیر کی روایت کے مطابق کوفے کے ساتھ تجربہ کار افراد پر مشتمل وفد نے آکر کچھ اس طرح ڈورے ڈالے کہ اب حضرت حسینؓ کو مجالِ انکار نہ رہی اور آخر کار آپ نے کوفہ جانے کا فیصلہ کر لیا جہاں کوفی وفود اور خطوط کی یقین دہانی کے مطابق بھاری تعداد میں لشکر تیار تھا بس آپ کے کوفہ جانے ہی کی دیر تھی کہ آپ وہاں پہنچیں اور عملاً آپ کی خلافت و حکومت قائم ہو جائے۔

حضرات صحابہؓ اور دیگر لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ آپ نے اہلِ کوفہ کی دعوت پر کوفہ جانے کا ارادہ کر لیا ہے تمام اکابر و صاغر نے منع کیا اور سمجھایا کہ یہ اقدام نامناسب ہے۔ اہلِ کوفہ قطعاً بھروسے کے لائق نہیں ان کے قول و عمل کا کوئی اعتبار نہیں انہوں نے آپ کے والد حضرت علیؓ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اور آپ کے بھائی حسنؓ کو کس طرح دکھ دیئے یہ سب آپ کی آنکھوں دیکھی باتیں ہیں۔ کیا اس کے باوجود بھی یہ کوفی اس قابل ہیں کہ انہیں منہ لگایا جائے۔ براہ کرم اپنا اپنے بچوں اور سب سے بڑھ کر مسلمانوں

کی اجتماعیت کا خیال کیجیے اور کوفہ کے سفر کا ارادہ ملتوی کیجیے کیونکہ اس میں ملت کی تباہی وبربادی اور انتشار وافتراق کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ افسوس بزرگوں اور ہمدردوں کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں اور حضرت حسینؓ نے ان مخلصانہ مشوروں کے مقابلہ میں اہل کوفہ کی ترغیب وتلقین دھانی پر زیادہ اعتماد کیا۔ اور ابتدائی تحقیق احوال کے لئے اپنے تایازاد بھائی مسلم بن عقیلؓ کو اپنا قائم مقام بنا کر کوفہ روانہ کیا۔ کوفی سازشیوں نے بڑی گرم جوشی دکھائی اور قائم شدہ حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے خفیہ طور پر مسلم بن عقیل کے ہاتھ بیعت شروع کر دی اور تھوڑے ہی عرصہ میں اٹھارہ ہزار کوفی اپنے طے شدہ پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے منظم ہو گئے مسلم بن عقیل نے توقع سے زیادہ کامیابی پر حضرت حسینؓ کو جلد کوفہ آنے کا دعوت نامہ ارسال کر دیا اور لکھا کہ اہل کوفہ اپنے عہد پر دل وجان سے قائم ہیں اور اب تک آپ کے لئے میرے ہاتھ پر اٹھارہ ہزار جنگجو جانثار بیعت کر چکے ہیں لہذا بلا تاخیر کوفہ پہنچیں حضرت حسینؓ کو یہ دعوت نامہ ملا تو آپ کے وفد کے ساتھ کو قبول اور اہل خانہ کے

ساتھ کوفہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

ادھر کوفہ کی حکومت کو ان سازشیوں کی سرگرمیوں کی اطلاع ہوئی تو حضرت مسلم بن عقیلؓ کو آڑ بنا کر اختیار کیے ہوئے تھے بالآخر حکومت کے خلاف خفیہ سازش کے نتیجہ میں آپ کو قتل کر دیا گیا کاش حضرت حسینؓ کو خود دنیا کی فریب دہی میں مبتلا ہو کر حضرت مسلم بن عقیلؓ کو ان سازشیوں کے نرغے میں نہ بھیجتے اور مسلم بن عقیلؓ ان غداروں۔ مکاروں اور اسلام دشمن کے اعتماد پر عاجلانہ اقدام نہ کرتے۔ دوران سفر کوفہ کے قریب پہنچ کر آپ کو مسلم بن عقیلؓ کے قتل کی اطلاع ملی آگے بڑھے تو سرحد کی محافظ دستہ گشت پر متعین ملا معلوم کرنے پر آپ نے انہیں تفصیل سے کوفی خطوط ووفود اور ان کی طلب پر کوفہ آنے کے متعلق بتایا۔ دستہ نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ

واپس لوٹ جائیں آپ کو شرپسندوں نے غلط اطلاعات پہنچا کر فریب دیا ہے اب آپ کے ذہن میں کوفیوں کی دھوکہ دہی حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے ساتھ ان کے رویہ کے پرانے نقوش ابھرنے لگے تھے اور مسلمانوں کے اجتماعی نظام کے خلاف ان کوفیوں کی موجودہ روش اور آپ کو غلط اطلاعات اور بے حقیقت وعدوں کے ذریعے دھوکہ دے کر یہاں لانے کی اصلیت ظاہر ہوگئی اور آپ کو صاف محسوس ہوگیا کہ جس ارادہ بد کے لیئے انہوں نے حضرت علیؓ کو مدینہ رسول چھوڑنے پر مجبور کردیا تھا جس کے نتیجہ میں آپ حضرت علیؓ پھر مدینہ منورہ سے ایسے محروم ہوئے کہ مدۃ العمر حج تک کی سعادت حاصل نہ کرسکے۔ مجھے آڑ بنا کر بدعہد و بد فطرت کوفی پھر انتشار کا وہی مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ آخر کار حضرت حسینؓ نے فیصلہ کرلیا کہ کوفہ جانے کی بجائے دمشق جا کر خلیفہ یزید کے ہاتھ بیعت کرلینا ہی مناسب ہے وہ میرے ہم کفو اور قریبی عزیز بھی ہیں اور امت مسلمہ کے بلا اختلاف خلیفہ و امیر بھی ہیں۔ میں ان کے پاس جا کر معاملہ طے کرلوں گا۔ جس طرح میرے بھائی حضرت حسنؓ نے ان کے والد حضرت معاویہؓ سے بیعت کرکے طے کیا تھا۔ (طبری صہ ۲۲۵ ج ۵)

یہ فیصلہ کرکے آپ نے قادسیہ سے قریب کوفہ کی راہ چھوڑ کر دمشق کی جانب سفر شروع کردیا حضرت حسینؓ کے قافلہ میں شامل ساٹھ کوفیوں کے لیئے قطعاً ناقابل قبول اور ان کے حصول مقصد کے لیے غیر مفید بلکہ ضرر رساں تھا۔ اس لیئے ان کوفیوں نے کوشش کی آپ کو سمجھا بجھا کر دمشق جانے سے باز رکھا جائے اور کوفہ یا کسی دوسرے سازشی مرکز کی طرف چلنے پر مجبور کریں لیکن حضرت حسینؓ نے ان کی بات نہ مانی اور دمشق کی طرف سفر جاری رکھا۔ اس موقعہ پر حضرت حسینؓ نے کھلے الفاظ میں یہاں تک کہہ دیا کہ :-

"افسوس تم وہ لوگ ہو جنہوں نے میرے والد حضرت علیؓ کو دھوکہ میں رکھا اور شہید کر دیا۔ میرے بھائی حضرت حسینؓ کو زخمی کیا اور مایوس بنایا میرے عم زاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ بلا کر قتل کرایا سچ ہے جو بھی تمہارے دھوکے میں آجائے وہ بڑا احمق ہے۔" (جلاء العیون۔ طبری)

شریک قافلہ کوفیوں کی تمام ممکنہ کوششیں ناکام ہوئیں اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب حضرت حسینؓ ہمارے ہاتھوں سے نکلا چاہتے ہیں اگر وہ سلامتی کے ساتھ دمشق پہنچ گئے تو وہ حسب اعلان خلیفہ یزیدؒ کے ہاتھ بیعت کر لیں گے خلیفہ یزید اور حضرت حسینؓ آپس میں قریبی عزیز ہیں۔ رشتہ داری ہے اس طرح ہمارے حکومت کے خلاف سارے پروگرام طشت ازبام ہو جائیں گے اور ہماری سازشوں کا علم ہو جائے گا اور یہ صورت حال ہمارے لئے از حد نقصان دہ اور پریشان کن ثابت ہوگی ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان کوفیوں نے حضرت حسینؓ کو شہید کرنے کا پروگرام بنا لیا جب حضرت حسینؓ کربلا پہنچے تو وہاں خیمہ زن ہو گئے تو کوفیوں نے اس جگہ رہنا ذہنی ڈرامہ رچانے کا پروگرام بنا لیا اور بالآخر حضرت حسینؓ کے خیمہ پر دھاوا بول دیا اور انہیں دس محرم الحرام ۶۱ھ ہجری کو شہید کر دیا۔

شیعان کوفہ کی پہلی میٹنگ

شیعان کوفہ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر جمع ہوئے حمد الہی کے بعد سلیمان نے کہا کہ امام حسینؓ یزید سے بیعت پر انکار کر کے مکہ معظمہ گئے ہیں اور تم ان کے بزرگوار شیعہ ہو اگر تم ان کی نصرت کر سکو گے تو ان کو عریضہ لکھ کر بلوا لو اور اگر نصرت میں سستی اور کاہلی کرو گے تو ان کو فریب نہ دو اور ان کو ہلاکت میں نہ ڈالو شیعوں نے کہا کہ حضرت جب اس شہر میں آئیں گے تو ہم ان کی نصرت و حفاظت کریں گے اور پھر ایک عریضہ

خدمت حسینؓ میں لکھا گیا۔ (جلاء العیون ص۱۳۸ مصنف ملا باقر مجلسی)

حضرت مسلمؓ ہانی کے گھر میں

حضرت مسلمؓ رات کو ہانی کے گھر کے تشریف لے گئے اور پنہاں لوگوں سے بیعت لیتے تھے یہاں تک کہ پچیس ہزار اہل کوفہ (شیعہ) نے حضرت مسلمؓ سے بیعت کی۔ (جلاء العیون ص۱۴۲۔ ج۔۲)

شیعوں کی حضرت مسلم سے بے وفائی

جب شام ہوئی تو تیس آدمیوں سے زیادہ حضرت مسلم کے ہمراہ نہ تھے جب حضرت مسلم نے یہ کیفیت دیکھی عذر و مکر اہالیان کوفہ سے مطلع ہوئے اور مسجد میں جاکر مغرب کی نماز ادا کی جب نماز سے فارغ ہوئے فقط دس آدمی آپ کے ساتھ رہ گئے جابا مسجد سے نکلیں جب دروازہ کندہ سے باہر آئے تو کوئی شیعہ آپ کے ہمراہ نہ تھا۔

(جلاء العیون ص۱۵۰۔ ج۔۲)

شیعان کوفہ نے حضرت مسلم کو شہید کر دیا۔

پس حضرت حسینؓ اپنے اصحاب کو جمع کیا اور فرمایا خبر پہنچی کہ مسلم بن عقیل۔ ہانی بن عروہ۔ عبداللہ بن یقطر کو شہید کیا ہے اور ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ (جلاء العیون ص۱۶۴۔ ج۔۲)

قاتلان حسینؓ شیعہ تھے۔

حضرت امام حسینؓ سے جو سلوک شیعوں نے کیا کتب شیعہ اس پر شاہد ہیں کوفہ سے ہزاروں کی تعداد میں شیعوں نے مراسلات بھیج کر امام حسینؓ کو منگوایا پہلے حضرت مسلمؓ کو معہ احباب کے شہید کر دیا پھر حضرت حسینؓ کو نہایت ہی بے دردی اور سفاکی سے قتل کر کے شہید کر دیا۔

چنانچہ اس پر جلاء العیون ص۲۵۷ جلد اول شاہد ہے۔

پس بیس ہزار مردم عراقی نے امام حسین سے بیعت کی اور جنھوں نے بیعت کی تھی خود انھوں نے تلوار حضرت امام حسین پر کھینچی اور حضرت امام حسینؓ کو شہید کیا۔ (جلاء العیون ص ۳۵۸ - ج-۱)

قاتلان حضرت علیؓ بھی شیعہ تھے۔

پس حضرت جبرائیل نے کہا یا محمدؐ آپ کا برادر علیؓ بن ابی طالب آپ کے بعد مقہور و مظلوم ہوگا اس شہر میں جہاں ہجرت کرے گا اور شہید ہوگا اور وہ شہر علیؓ کے شیعوں اور فرزندان شیعہ کا محل و مسکن ہوگا۔ (جلاء العیون ص ۳۸۹ - ج-۱)

شیعان کوفہ کے حق میں زین العابدین کی بددعا

۱۔ حضرت زین العابدین نے فرمایا ایہا الناس میں تم کو قسم خدا کی دیتا ہوں تم جانتے ہو کہ میرے کو خطوط لکھے اور ان کو فریب دیا اور ان سے عہد و پیمان کیا اور ان سے بیعت کی اور آخر کار ان سے جنگ کی اور دشمن کو ان پر مسلط کر دیا پس لعنت ہو تم پر تم نے اپنے پاؤں سے جہنم کی راہ اختیار کی تم لوگ کن آنکھوں سے حضرت رسول اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو گے جس روز تم سے فرمائیں گے تم نے میری عترت کو قتل کیا۔ میری ہتک و بے حرمتی کی کیا تم میری امت سے نہ تھے۔

(جلاء العیون۔ ص ۲۲۳ - ج-۲)

۲۔ حضرت زین العابدین نے فرمایا کہ تم نے اپنے آپ کو ابدالآباد سزاوار جہنم کیا تم ہم پہ گریہ و نالہ کرتے ہو حالانکہ خود تم نے ہی ہم کو قتل کیا سچ ہے واللہ لازم ہے کہ تم بہت گریہ کرو۔ (جلاء العیون ص ۲۲۰ - ج-۲)

شیعہ فاطمہؓ کی بددعا۔

اے اہل کوفہ تمہارا حال اور مآل برا ہو اور تمہارے منہ سیاہ ہوں تم نے کس سبب سے میرے بھائی حسینؓ کو بلایا اور ان کی مدد نہ کی۔ انھیں

قتل کر کے مال و اسباب ان کا لوٹ لیا۔ وائے ہو تم پر لعنت ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تم نے کیا ظلم و ستم کیا ہے اور کن گناہوں کو اپنی پشت پر انبار کیا ہے بعد حضرت رسول تم نے خلق خدا کو قتل کیا ہے۔

ناظرین: یہ ہے امام حسینؓ اور ان کے رفقاء اور خیر خواہوں کا بیان بالخصوص بد دعاؤں کو دیکھو اور شیعوں کے کرتوت پر دیکھو۔ ان کی حیثیت دیکھو۔ قاتل اور مقتول دونوں کا اپنا اپنا بیان سن کر کیا اب بھی کہا جا سکتا ہے کہ شیعہ قاتلان حسینؓ نہیں ہیں؟

کیا اس کتاب اور اس باب کو پڑھنے کے بعد بھی آپ پر شیعوں کی حیثیت آپ پر واضح نہیں ہوئی۔

اب بھی وقت ہے کہ ٹھنڈے دل سے سوچ کر فیصلہ کرو۔
ورنہ یہ گذرا ہوا وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔

سیاسی سازشوں کا نیا دور

۱۔ اگرچہ ۱۹۲۴ء میں عالم اسلام کا مرکزی ادارہ خلافت مسمار کیا جا چکا تھا اور سارا اہل اسلام چھوٹے چھوٹے علاقوں خطوں اور ملکوں میں تقسیم کئے جا چکے تھے۔ پھر بھی یہود اور آل یہود اپنی سیاسی بساط شطرنج پر ان کے بکھرے ہوئے مسلمانوں کو مکمل مات دینے میں مصروف رہے اس سازشی پس منظر کے باوجود ۱۹۴۷ء میں دنیا کے نقشے پر وقت کا سب سے بڑا مسلم ملک پاکستان نمودار ہو گیا چنانچہ پوری عالمی یہودیت حرکت میں آگئی اور اس کے دونوں عالمی مہروں یعنی امریکہ اور روس کے اتصال سے اگلے ہی سال ۱۹۴۸ء میں مسلمانوں کی اہم سرزمین فلسطین پر اسرائیل کا ناجائز تولد ہو گیا اس نئی و نادر چال کا مقصد یہ تھا کہ اسرائیل اور ایران مل کر ایک طرف تو پاکستان کے پرخچے اڑا سکیں اور دوسری طرف مسلم مشرق وسطی پر بالادستی کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ دو سال

کے اندر ۱۹۵۰ء میں جہاں اسرائیل اور ہندوستان کے مابین سفارتی تعلقات استوار ہو گئے وہیں اسرائیل اور ایران میں ایک دوسرے کے سفارتی مشن بھی قائم ہو گئے اس طرح پوری امت اسلامیہ کے خلاف یہود آل یہود (اہل تشیع) اور ہندو کا یہ تکون وجود میں آ گیا اور یہ تکون عالمی طاقتوں امریکہ اور روس کی اعانت سے آج تک بر سر عمل ہے۔ حسب پروگرام اسرائیل نے شرق اوسط کے ممالک سے پنجہ آزمائی شروع کر دی اور ۱۹۵۶ء تک اپنی ناجائز زمین پر مزید اضافہ کر لیا اس کے بعد اسرائیل نے ۱۹۶۷ء میں مسلمانوں کے قبلۂ اول پر بھی قبضہ کر لیا مگر پھر بھی اس کا توسیعی منصوبہ جاری رہا ایک جانب اگر اسرائیل پیہم مسلم عرب کے خلاف بر سر جنگ رہا تو دوسری جانب ایران تیل کا ایندھن اسرائیل کو مکمل فراہم کرتا رہا۔

جب ۱۹۷۹ء میں خمینی نے ایرانی اقتدار سنبھالا تو ایران و اسرائیل کے تعلقات مزید مستحکم ہو گئے ۱۹۸۰ء میں ایران کو اسرائیل نے جدید اسلحہ فراہم کرنے کا آغاز کیا تاکہ ایران اسلام کے نام پر اسلامی بلاد عرب کو زیر و زبر کر سکے اسی بنا پر ایران ۱۹۸۰ء میں ہی عراق سے بر سر پیکار ہو گیا اور کچھ عرصہ اور اسرائیل بھی عراق کی ایٹمی وجوہری تنصیبات پر حملہ آور ہوا۔ ایران کو اسرائیل ہتھیاروں کی فراہمی آج تک جاری ہے۔ اور ایران اپنے آقا کے لئے پورے عرب کو ہتھانے پر تلا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ لبنان میں بھی اسرائیل پشت پناہی کے ساتھ ایرانی گماشتے فلسطینی مسلمانوں کو ذبح کرتے رہتے ہیں غرض کہ ۱۹۴۸ء سے ہی اسرائیل اور ایران کا مشترکہ منصوبہ یہ ہے کہ مسلم عرب کا جلد تیا پانچا کر دیا جائے۔

۲۔ ادھر پاکستان میں بھی اغیار کی ٹھیک وہی سازشی سیاست

کارفرما رہی قیام پاکستان کے صرف آٹھ سال بعد ۱۹۵۵ء میں ایک سازش کے ذریعے شیعہ کارندہ سکندر مرزا ملک کا سربراہ بن گیا۔ جس نے صرف تین سال (۵۵ء تا ۵۸ء) کی مختصر مدت میں پاکستان پہ چار ضرب کاری لگائیں۔

۱۔ پاکستان کے صوبہ بلوچستان کی ریاست قلات کے خلاف جارحانہ اقدام کیا۔ کیونکہ وہاں عرصہ دراز سے شرعی قوانین نافذ تھے۔

۲۔ پاکستانی صوبہ بلوچستان کا ایک بڑا سرحدی رقبہ جو تیل کی دولت سے مالامال تھا ایران کے حوالے کر دیا۔

۳۔ پاکستان کا اسلامی آئین ۱۹۵۶ء منسوخ کر دیا۔

۴۔ ایرانی النسل نصرت بھٹو کے شوہر ذوالفقار علی بھٹو کو وزیر بنا دیا جس نے آگے چل کر دوسرے شیعہ سربراہ مملکت آغا یحییٰ کے مشن کو مکمل کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا اور ۱۹۷۱ء میں بالآخر پاکستان کو دو ٹکڑے کر ڈالا چونکہ اس وقت کی سب سے بڑی اسلامی مملکت نہ صرف سارے اسلامیان عالم کے لئے مضبوط دفاعی ڈھال اور دین اسلام کے لیے مضبوط دفاعی ڈھال اور دین اسلام کے لئے مضبوط قلعہ کا درجہ رکھتی تھی بلکہ حرمین شریف کے لئے بھی حفاظتی حصار کا مقام رکھتی تھی لہٰذا دشمنان اسلام نے اسکیم یہ بنائی کہ پاکستان کو اندرونی خانہ جنگی اور بیرونی حملے کا بیک وقت نشانہ بنایا جائے تاکہ چکی کے ان دو پاٹوں کے درمیان اسے پیس دیا جائے۔

۱۹۷۱ء میں یہی کچھ ہوا۔ آغا یحییٰ اور ذوالفقار علی بھٹو نے مل پاکستانی اکثریت کے منتخب کردہ نمائندے مجیب الرحمٰن کو اقتدار سپرد کرنے سے انکار کر دیا ظاہر ہے اس ظلم اور زیادتی کے خلاف حسب توقع مجیب الرحمٰن کے حلقہ انتخاب مشرقی پاکستان میں زبردست

سیاسی احتجاج شروع ہو گیا اور طے شدہ پروگرام کے مطابق یحییٰ اور بھٹو نے وہاں فوجی کارروائی کے ذریعہ نہ صرف خانہ جنگی بپا کر دی بلکہ ہندوستان کو بھی بالواسطہ دعوت دے دی کہ وہ حرکت میں آجائے اور موقع سے فائدہ اٹھا کر حملہ کر دے چنانچہ ہندوستان نے وہی کیا اور مشرقی پاکستان کو یکدم مغربی پاکستان سے کاٹ کر جدا کر دیا بالآخر ایک ہی تیر سے دو شکار کر لیئے گئے پاکستان آدھا کر دیا گیا اور بچا کھچا مغربی پاکستان (ملحقہ ایران) آئندہ ایران کے لیئے ایک لقمہ تر بنا دیا گیا اس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ یحییٰ خان نے بچے کھچے پاکستان کا اقتدار ناجائز طور پر بھٹو کے حوالے کر دیا اور بھٹو نے اعلان کیا کہ نئے پاکستان کا بڑا بھائی ایران ہے۔ بعد ازاں شاہ ایران کے اشارے پر بھٹو نے پاکستان کے صوبہ بلوچستان (ملحقہ ایران) میں فوجی کاروائی تاکہ وہاں ایران موقع نکال کر قبضہ جما لے مگر بلوچی مسلمانوں نے اس شیعہ سازش کو ناکام بنا دیا پھر ۱۹۷۷ء کو قوم نے بھٹو کو اٹھا باہر پھینک دیا۔ اس کے بعد بھی جب بھی نفاذ اسلام کی کوئی کوشش ہوئی تو شیعہ اس میں رکاوٹ بنے انہی شیعوں نے نفرتوں اور عصبیت کا جال پورے ملک میں پھیلایا۔

ایران اور اسرائیل کا یکساں ہدف

چودہ صدیوں کا مختصر تاریخی جائزہ لیا جائے تو یہودیت اور شیعت کے بنیادی حقائق کو بیک نظر واضح کر دیتا ہے۔ اولاً یہ کہ مذہب شیعہ کا بانی مبانی ابن سباہ یہودی تھا دوسرے یہ کہ ابن سباہ کے ناطے شیعت نسلاً و اصلاً وہی یہودیت ہی ہے تیسرے یہ کہ اس رشتے سے یہود اور آل یہود (اہل تشیع) دونوں ہی اسلام کے خلاف گذشتہ چودہ صدیوں سے مسلسل تخریب کاری کرتے رہے ہیں اور چوتھے یہ کہ اس دیرینہ نسبت سے نہ صرف شیعت اور یہودیت کا نصب العین

ایک ہے بلکہ عصر حاضر کے ایران اور تو زائیدہ اسرائیل کا حتمی ہدف بھی یکساں ہے البتہ جب وہ عالمی خلافت عثمانیہ جو دنیا کی سپر پاور بھی تھی اور دنیا کے تمام مسلمانوں کا سیاسی مرکز و محور بھی تھی درہم برہم کر دی گئی اس کے بعد ہی یہود اور آل یہود نے اپنا حتمی ہدف مسلمانوں کا روحانی مرکز بنایا اس غرض سے نئی حکمت علی کے تحت پہلے مرحلے میں اسرائیل نے جنم لیا اور دوسرے مرحلے میں اسرائیل نے ایران کی بالواسطہ اعانت سے مسلمانوں کے قبلہ اوّل (بیت المقدس) پر قبضہ کیا اور پھر تیسرے اور آخری مرحلے میں یہ دونوں ممالک مرکز اسلام یعنی حرمین شریف پر تسلط کے لیے مسرا بلیسی حربہ استعمال کرتے رہے ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں ولادت اسرائیل کے موقع پر ہی اسرائیل وزیر اعظم بن گوریان نے اعلان کر دیا تھا کہ یہودی حکومت ان تمام مسلم علاقوں پر قبضہ کرے گی جہاں سے یہودی نکالے گئے تھے۔ اسی لئے اسرائیلی پارلیمنٹ بلڈنگ پر جو وسیع تر اسرائیل کا نقشہ آویزاں ہے اس کی حدود میں حرمین مقدس شامل ہیں ٹھیک اسی یہودی نقشہ پر ایرانی سربراہ خمینی عرصہ دراز سے گامزن ہے جس کے چند شواہد درج ذیل ہیں۔

۱۔ خمینی نے ایران کی سربراہی ۱۹۷۹ء سے برسوں پہلے ایک نہایت معنی خیز کتاب کشف الاسرار لکھی تھی جس میں اس نے گیارہویں صدی ہجری کے شیعہ پیشوا باقر مجلسی کی تحریر حق الیقین کو بہت نمایاں کیا تھا اور باقر مجلسی کی زبانی خمینی نے بالواسطہ یہ دعویٰ کیا تھا کہ:۔

الف۔ جب صاحب الامرؑ اپنے منصب پر فائز ہو جائیں تو سب سے پہلے مکہ معظمہ پر قبضہ کریں گے۔

ب۔ پھر وہ صاحب الامر مدینہ منورہ جا کر پہلے محمدؐ سے بیعت لیں گے پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ کو قبروں سے نکال کر

زندہ کریں گے اور سولی پر چڑھا دیں گے۔

ج۔ پھر عائشہ کو زندہ کر کے سزا دیں گے اور آخر میں تمام سنیوں (مسلمانوں) خصوصاً علماء کو قتل کر کے نیست و نابود کر دیں گے۔ (بحوالہ حق الیقین صفحات ۱۳۹-۱۴۵-۵۲۷)

۲۔ خمینی نے اپنی حکومت قائم کرنے سے کچھ ہی پہلے اپنا ابلیسی منصوبہ براہ راست منکشف کر دیا تھا اور کہا کہ دنیا میں ہماری قوت اس وقت تک تسلیم نہیں ہو سکتی جب تک مکہ اور مدینہ پر ہمارا قبضہ نہیں ہو جاتا چونکہ یہ علاقہ مہبط الوحی اور مرکز اسلام ہے۔ اس لئے ہمارا تسلط ضروری ہے اور میں جب فاتح بن کر مکہ اور مدینہ میں داخل ہوں گا تو روضہ رسول میں پڑے ہوئے دو بتوں یعنی ابوبکر اور عمر کو نکال باہر کروں گا۔

(بحوالہ خمینی ازم اور اسلام صفحہ ۸)

۳۔ خمینی نے ۱۹۷۹ء میں اپنی حکومت قائم کرنے کے بعد پوسٹروں اور بینروں کے ذریعہ اپنے جس پلان کی تشہیر کرائی اس کی عبارت تھی کہ "ہم جنگ آزما ہیں یہاں تک کہ غاصبوں کے قبضے سے اپنی مقدس زمینیں (یعنی عراقی کربلا اور سعودی مدینہ منورہ) اور خانہ کعبہ اور جولان واپس لیں گے۔

(بحوالہ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ اگست ۱۹۸۷ء صفحہ ۱۱)

۴۔ ایرانی اقتدار فروری ۱۹۷۹ء میں خمینی کے ہاتھ آیا اور صرف ۹ ماہ بعد ہی ایک مسلح گروہ نے حرم کعبہ پر نومبر ۱۹۷۹ء میں حملہ کیا اور سیکڑوں مسلمانوں کو ہلاک کیا اور دو ہفتوں سے زیادہ تک حرم بیت اللہ پر قبضہ جمائے رکھا۔ تاہم ناپاک قبضہ ناکام ہو کر رہا۔

۵۔ اس کے بعد ہر سال عین حج کے دوران خمینی کے کارندے حدود حرمین میں ہنگامے کر کے حرمت حرمین پامال کرتے رہے مرکز امن کو پراگندہ کرتے کا یہ شیطانی دھندہ سال ۸۷ء تک لگاتار چلتا رہا حالانکہ پچھلے

سال ہی حرمین کو آتشیں بموں سے اڑا دینے کی سازش پکڑی جا چکی تھی۔
اس کے باوجود ۱۹۸۷ء کے حج کے لئے خمینی نے اپنی آل و اولاد کو یہ ہدایات
دیں کہ حج کو کافروں سے اظہار برأت (تبرا) کے لئے استعمال کریں اور
ایام حج میں زبردست مظاہروں کا فریضہ انجام دیں اور یہ کہ حج بالکل
فیصلہ کن اور کھیل دینے والا حج ہونا چاہئے۔

(بحوالہ ایمپکٹ انٹرنیشنل لندن ۱۴ تا ۲۷ اگست ۱۹۸۷ء)

ان ہی ہدایات کے مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۸۷ء کو جو مسلح جلوس
حرم کعبہ کے اطراف مارچ کر رہا تھا اس کے بینروں پر صاف لکھا تھا کہ
"لبیک یا خمینی" اور "اپنے آپ کو مسلح کر ہتھیار اٹھالو" اس کے ساتھ
ہی اس مسلح ٹولے نے وہ خونخواری و خونریزی بپا کی جس کی تفصیل
منظر عام پر آچکی ہے۔ اس وقت میں اس تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتا
خلاصہ یہ ہے کہ عصر جدید میں اسرائیل اور ایران دونوں کا حتمی ہدف
مسلمانوں کا روحانی مرکز ہے لہٰذا حرمین کو تاخت و تاراج کرنے اور اس
سرزمین مقدس پر قبضہ کرنے کے لئے آج کل حکمت عملی یہ ہے کہ
ہراول دستہ تو ایران کا ہو اور اس کو کمک اسرائیل بہم پہنچا رہا ہے۔

حاصل کلام

آج سانحہ حرم شریف کے حوالے سے یہود اور آل یہود (اہل
تشیع) کی پچھلی چودہ صدیوں سے جاری اسلام دشمنی طشت از بام ہو
چکی ہے اور قرون اول کے ابن سبا یہودی (بابائے شیعیت) سے
لے کر دور حاضر کے خمینی تک تمام چہرے تاریخ کے آئینہ میں
بالکل بے نقاب ہو چکے ہیں لہٰذا اب آخری موقعہ ہے کہ مسلمانان
عالم خواب غفلت سے بیدار ہوں اور اپنی بقاء اور اپنے
مرکز حقیقت حرمین شریفین کی حفاظت کے لئے کم از کم اتنا تحقیق

کے سانپوں کی بلا تاخیر اور مکمل سرکوبی کریں۔

ع: ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

خلافت راشدہ — یا اللہ مدد — حق چار یار

سنیت کے نام پیغام

امیر عزیمت شیر اسلام حضرت العلامہ مولینا حق نواز جھنگوی صاحب اور مورخ اسلام۔ مجاہد بے باک حضرت العلامہ مولینا محمد ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب کی قیادت میں اہلسنۃ والجماعۃ کے نوجوانوں کی نمائندہ تنظیم انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان قرآن وسنت کے فروغ اور صحابہ کرام کی ناموس کی شایان شان حفاظت کرے اور ربانیت اختیار کرکے صحیح سنی مسلمان ہونے کا حق ادا کریں

○ میدان بدر کے ۳۱۳ صحابہؓ کے مشن کے امین
انجمن سپاہ صحابہؓ

○ احد کے ۷۰ شہداءؓ کی وارث
انجمن سپاہ صحابہؓ

○ امام ابو حنیفہ کی استقامت کی آئینہ دار
انجمن سپاہ صحابہؓ

○ ۲۵۶ شہداءؓ کے مشن کی علمبردار
انجمن سپاہ صحابہؓ

○ نظام خلافت راشدہؓ کی داعی اور سبائی ٹولہ کے خاتمہ کا نشان
انجمن سپاہ صحابہؓ

ملتجانب:۔ خاکپائے انجمن سپاہ صحابہؓ چوہدری محمود اقبال
محمد زاہد راشدی۔ محمد نوید۔ محمد اکرم غوری۔ حافظ عبدالشکور قریشی
شیخ محمد خالد فاروقی۔ حاصلپور ضلع بہاولپور

اندھی تقلید نے مسلمانوں کو کیا دیا

سبائی منافقین کفر و مرتدین مسلمانوں کی جماعتوں میں گھسے اپنے آپ کو مومن عالم ظاہر کیا اور پھر اس کے بعد بہت سی بدعتیں اور برائیاں امت مسلمہ کے جہلاء کے طبقے میں داخل کر دیں۔ جنہیں ہمارے سادہ لوح مسلمان اندھی تقلید کی بنا پر اپناتے چلے گئے تقلید بذات خود بری چیز نہیں لیکن اندھی تقلید بہت بری چیز ہے۔

آئیے چند نمونے اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

ا۔ کونڈے سبائی اور رافضیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے سمجھ لیا تھا کہ بس انہوں نے اسلام اور اسلامی حکومت کو ختم کر دیا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے خلافت سے دستبردار ہونے پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین بنے تو ان سبائیوں کے سینے پر سانپ لوٹ گیا اور حضرت امیر معاویہ رحمہ اللہ کی [illegible] نے ان کی اسلام دشمن امیدوں پر پانی پھیر دیا یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن جو کہ مورخہ ۲۲ رجب ۶۰ھ کو ہوئی یہ لوگ عید کا دن مناتے ہیں اور اپنی اس نحوست کے بارے میں انہوں نے مسلمین کو مختلف عیارانہ تدبیروں سے سمجھا دیا کہ یہ بڑا مبارک دن ہے۔ [illegible] کونڈے منانے شروع کر دیئے اور یہ نہ سوچا کہ ایسا کرنے [illegible] کا حشر کس کے ساتھ ہوگا؟

۲۔ یا علی مدد جو کہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی ضد ہے اور مولا مشکل کشا علی جو خالص شرک ہے رافضیوں کو زیب دے سکتا ہے کہ وہ اسلام اور اللہ کے دشمن ہیں لیکن ہمارے مسلمان کو تو یہ زیب ہی نہیں دیتا کہ رافضیوں نے ایسے کلمات کلمہ گو مسلمین سے بھی کہلوا ڈالے۔ محض اس لیے کہ اندھی تقلید نے انہیں اس طرف مائل کر دیا اور اغیار کے ساتھ یہ بھی شرک میں ملوث ہو گئے اسی طرح کی اور بھی بہت سی بدعتوں کی مثالیں ملیں گی جو محض اندھی تقلید کی بنا پر سبائیت سے ہمارے مسلم (سنی معاشرے) بھائیوں میں داخل اور رائج کی گئیں۔۔۔!

پس ہوشیار اے مسلمان ہوشیار!

۳۔ مسلمانوں سے تبرا کہلوانا

عجمی سازش نے اسلام کے تصور اور اسلامی اصطلاحات کو بگاڑنے کے لئے کچھ ناپاک ہتھکنڈے استعمال کئے۔ مثلاً

لفظ صلوٰۃ جو کہ دین اسلام کی افضل ترین عبادت ہے۔ اس کو یوں استعمال کروایا گیا۔ فلاں شخص کو خوب "صلوٰتیں" سنائیں۔

خلیفہ اسلامی حکومت کے سربراہ کا مخصوص لقب تھا۔ اس لفظ سے قوت۔ ہیبت اور شجاعت کا تصور ابھرتا تھا۔ کچھ عرصہ سے عجمی سازش کے تحت حجام اور ہاتھ پاؤں سے معذور لوگوں کے لیے استعمال ہونے لگا ہے۔ عبادت گذار کو مصلی کہا جاتا تھا لیکن رافضیوں نے غلاظت جمع کرنے والوں کو مصلّی کہنا شروع کر دیا۔

لفظ متقی۔ صوفی عبادت گذار کے لیے بولا جاتا تھا۔ اب جیسا کترے اور پاکٹ مار کو صوفی کہا جاتا ہے۔ تشریف کی تو بات سب جانتے ہیں۔ ہماری کتابوں میں کہاں کہاں شریف کی تکرار ہے قرآن

شریف۔ حدیث شریف۔ مکہ شریف وغیرہ اب شریف بدمعاش کی اصطلاح چل نکلی ہے۔ آپ کس کس شریف کی خیر منائیں گے ؟ صدر اول سے لے کر اب تک ہم بزرگ شخصیت کو حضرت کہتے چلے آئے ہیں مگر فی زمانہ لفنگے، فریبی، دغاباز، کمینہ خصلت آدمی کو حضرت کہا جاتا

ملا ہمیشہ قابل احترام نام سمجھا گیا ہے یہ لفظ ہمارے بڑے بڑے ذی قدر آئمہ کرام کے ناموں کا حصہ ہے مگر ابلیس عجم نے اس میں اپنے نام کی معنویت پیدا کرنے کے لیے ملاں کا لفظ ایجاد کیا، جیسے ہم بلاتکلف استعمال کرتے ہیں۔

لفظ بزرگ کو ہی لے لیجئے اس میں ایک احترام اور تقدس پایا جاتا ہے ہم اپنے باپ دادا کو بھی بزرگ کہتے اور سمجھتے ہیں۔ مگر ایران میں انقلاب اسلامی کے بعد امریکہ کو بھی شیطان بزرگ کہا جانے لگا ہے۔ اس طرح اہل انقلاب نے ایک ہی جنبش لب کے ساتھ شیطان اور امریکہ دونوں کو اپنے بزرگوں میں شامل کر لیا۔

اسی طرح سبائیوں نے پہلے خود اہل بیت پر تبرا کہا پھر مسلمین سے کہلوانا شروع کر دیا۔ پس اے مسلمان ذرا سوچئے اور غور کیجئے۔

سوچئے کہ اس در پردہ کون سی گندی سازش اور غیر انسانی ذہنیت کارفرما ہے ؟ اور یہ کہ بات کہاں سے کہاں جا کر پڑتی ہے در اصل یہ سب کچھ صرف اس لیے ہوا کہ ہم انہیں غلطی سے مسلم سمجھا اور اس لئے ان کی رائج کردہ چیزیں اپناتے چلے گئے اور گرتے اور ذلیل ہوتے چلے گئے۔

تاریخِ اسلام کا سب سے بڑا المیہ

سبائیوں نے کفر کو اسلام کہہ کر پیش کیا اور دنیا دھوکہ کھاتی رہی اور مسلمین سبائیوں اور رافضیوں کو مسلم سمجھتے رہے جب کہ حقیقت میں کافر مرتد اور بدترین دشمن اسلام ہیں۔ ان کا تیار کردہ لٹریچر اسلامی لٹریچر سمجھا جاتا رہا جب کہ وہ تیار رہی اس غرض کے لئے کیا گیا تھا کہ اسلام کا بیڑا غرق کیا جائے۔

ہمارے اہل قلم اور مبلغین بسا اوقات اپنی تحریروں اور گفتگو میں اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے سبائی لٹریچر اور سبائی گفتگو کا حوالہ دینے لگتے ہیں دراصل ایسا وہ یہ سمجھ کر کرتے ہیں کہ سبائی بھی مسلمین کا ایک فرقہ (گروہ) ہے جس کی بنا پر بڑی بڑی غلط فہمیاں اور الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لیکن وہ اگر ایک بار اچھی طرح سمجھ لیں کہ سبائی مسلمان نہیں ہیں بلکہ وہ دشمن اسلام ہیں۔ اس سلسلہ میں برصغیر کے بڑے علماء کرام کے فتوں کے بعد کسی اور سوچ کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ شیعہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور کافر و مرتد ہیں۔

اسلامی تحریک کو دور اول (ابن سبا کے دور) سے ختم کرنا ان کا مقصد رہا ہے تو پھر حوالہ دینے میں شاید کوئی مثبت پہلو اختیار کر سکیں اور کوئی صحیح اور واضح راہ متعین کر سکیں۔ انہیں ہرگز نہیں بولنا چاہیئے

کہ یہ سبائی ٹولہ (رافضی) ہی ہیں جو کہ ۱۹۴۷ء سے پاکستان میں اسلامی نظام کی آمد کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہمارے اہل قلم اور مبلغین کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔

ان کا کوئی بھی لٹریچر موجودہ ہرگز قابل قبول نہیں ہو سکتا اس لیے کہ ان کی بنیاد ہی جھوٹ بولنا، مکر اور دغا فریب کرنا اور پھر اس باب کو تقیہ رکھنا (کتمان) اور پھر سب سے بڑھ کر اسلام دشمنی پر مبنی ہے اس سلسلے میں تاریخ طبری کو ایک موزوں مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے جو تقیہ پر مبنی ہے جس میں اگر ایک صحیح روایت نقل کی گئی ہے تو دریا اس سے زائد روایتیں غلط بھی داخل کر دی گئی ہیں۔ اب ایک تاریخ کے طالب علم کو اس طلسم کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے پس پریشان ہو کر وہ اسلامی نظام ہی میں کیڑے نکالنے کی کوشش کرتے لگتا ہے یہ میں نے محض ایک مثال دی ہے سبائیوں کا تحریر کردہ لٹریچر اس قسم کی آمیزشوں اور غلط بیانیوں اور دھوکہ دہی سے پر ہے۔

شیعت کوئی مذہب نہیں ہے عیسائیوں کا قول

مسلم تو مسلم غیر مسلم بھی جانتے ہیں کہ شیعیت محض ایک فریب دجل اور سازش ہے۔ برصغیر کی تقسیم سے پہلے رافضیوں اور عیسائیوں کے درمیان میں ایک مناظرہ ہونا قرار پایا جس میں عیسائی مناظر نے رافضیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

دنیا کے جتنے بھی مذاہب ہیں ان میں سے ہر مذہب میں تین چیزیں ہوا کرتی ہیں۔

۱۔ مافوق الفطرت قوت ؛۔ جیسے ہندوؤں میں رام اور مسلمانوں میں اللہ وغیرہ

۲۔ ایک مذہبی رہنما :۔ مثلاً عیسائیوں کا حضرت عیسیٰؑ۔ ہندوؤں کا کرشنا اور مسلمانوں کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۳۔ نظام حیات پر مشتمل کتاب :۔ مثلاً بائبل عیسائیوں کی۔ وید ہندوؤں کی اور قرآن مسلمانوں کی۔

لیکن آپ رافضیوں کا مذہب، مذہب کہلانے کے مستحق ہی نہیں کیوں کہ یہ تینوں بنیادی چیزوں سے محروم ہے۔

وضاحت

۱۔ آپ رافضیوں کا اللہ اتنا بے بس ہے کہ وہ فرشتہ کو غلط وحی لے جانے سے نہیں روک سکتا یعنی اس کے علم میں نہ آسکا کہ وحی تو حضرت علیؓ پر جانی تھی لیکن وہ پہنچ گئی محمدؐ پر پس رافضیوں تمہارا خدا بے بس اور مجبور ہے (وحی کا غلط لے جانا تذکرہ الائمہ ص۶۳)

۲۔ تمہارا راہنما حضرت علیؓ کو ہونا تھا لیکن چونکہ ان تک وحی ہی نہیں پہنچی اس لئے وہ نبی نہ ہو سکے۔ یعنی تمہارے راہنما نہ ہو سکے

۳۔ آپ رافضیوں کا کہنا ہے کہ قرآن مجید میں چالیس سپارے تھے جس میں سے دس سپارے بکری کھا گئی لہذا تمہاری کتاب نامکمل ہے۔

ان تینوں چیزوں کی غیر موجودگی میں کوئی مذہب مذہب ہو ہی نہیں سکتا لہذا تم رافضیوں کے ساتھ کسی مذہبی موضوع پر مناظرہ نہیں کیا جا سکتا۔

پروفیسر ڈی اور ڈلیری کے خیالات رافضیت کے بارے میں

پروفیسر ڈی اوڈیلری اپنی کتاب اردو ترجمہ "فلسفہ اسلام" مطبوعہ نفیس اکاڈمی کراچی میں راقم طراز ہیں کہ

انہوں نے ادیانِ عالم کا مطالعہ کیا اور خصوصیت کے ساتھ

اسلا ور اسلامی فرقوں کا وہ کہتے ہیں۔

"میں نے تمام اسلامی فرقوں میں اسلامی اصول اور اسلامی تعلیمات سے متعلق ان کے اندر کچھ حصہ اور کچھ نہ کچھ رمق ضرور پائی ہے لیکن جب شیعیت کا مطالعہ کیا تو اس کو بالکل اسلام کی ضد پایا۔"

ناظرین کرام ذرا غور فرمائیے۔

ایک غیر مسلم ان کے بارے میں بے لاگ تبصرہ کر رہا ہے اور اس کے یہ خیالات ہیں۔ لیکن مسلمین کے درمیان جو حضرت شیعیت زدہ ہیں ان کی دلچسپیاں اور مفادات شیعیت سے وابستہ ہیں تو وہ آج بھی موزح میں پڑے ہوئے ہیں کہ رافضیت کفر وارتداد ہے یا نہیں۔ پس ذرا سوچ لیجئے کہ کل حشر میں کس کے ساتھ اٹھنا ہے۔

علماء کے لئے لمحہ فکریہ

غور کا مقام یہ ہے کہ عیسائی ہو کر وہ ان منافقین کے بارے میں صحیح رائے رکھے لیکن ہمارے مسلم علماء شش وپنج میں رہیں کیا بات ہے؟ کل حشر کے دن کیا جواب دو گے؟

حقیقت یہ ہے کہ جن علماء پر شیعہ مذہب کی حقیقت منکشف ہو گئی انہوں نے ضرور سبائیت کے خلاف کفر وشرک اور اسلام دشمنی کا فتویٰ دے ڈالا لیکن جو علماء کرام ان سبائی بنیادی عقیدوں کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے وہ آج بھی شش پنج میں ہیں کہ انہیں کافر و مرتد اور بدترین دشمن اسلام کہا جائے یا نہیں؟

صرف یہ مقصد سامنے رکھ کر کتاب لکھی گئی ہے کہ عام آدمی شیعیت کے بارے میں سمجھ سکے۔

مسلم کو مرتد بننے سے روکنا ہر مسلم کا فرض ہے

سبائیت کے خلاف ہم آواز کیوں اٹھانا چاہتے ہیں؟ اس لئے

نہیں کہ ہم فرقہ واریت کو جنم دینا پروان چڑھانا چاہتے ہیں بلکہ اس لیے کہ سادہ لوح مسلم قوم کے کچھ افراد زندیقوں سے دھوکہ کھا کر مرتدین کی صفوں میں شامل ہوتے جا رہے ہیں پس انہیں آگاہ کرنا ضروری ہے۔

اس قسم کی فرقہ واریت کا ٹھپہ درحقیقت ہم پہ لگانا ہی حقیقت سے ناآشنائی کی بناء پہ ہوتا ہے اور اگر جان بوجھ کر کیا جاتا ہے تو پھر حکومت کی طرف سے مسلمین پر اس سے بڑھ کر ظلم اور زیادتی اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ سبائیت دراصل دینِ اسلام کا کوئی فرقہ نہیں ہے نہ ہی اس کو اسلام سے کوئی واسطہ اور لگاؤ ہے سوائے دھوکہ اور فریب دینے کے۔ یوں کہیے کہ اسلام دشمنی کا نام ہے جو پچھلے ساڑھے تیرا سو برس سے کہیں سبائیت کے نام سے کہیں شیعیت کے نام سے اور کہیں رافضیت کے نام سے عود کرتی رہی اور اسلام کو ختم کرنے اور مسلمین کا استیصال کرنے پہ تلی ہوئی ہے اور جس نے پچھلے چالیس سال کے عرصے میں حکومت پاکستان کے کارندوں کو بھی اپنے پروپیگنڈہ اور اپنی ریشہ دوانیوں سے اس بات پہ تیار کر لیا ہے کہ وہ سبائیت کو اسلام کا فرقہ کہہ کر پکارنے لگا ہے اس سے بڑھ کر کوئی اور فریب نہیں ہو سکتا۔

رافضی جلسے جلوسوں کا مقصد

رافضیوں کے جتنے بھی جلسے اور جلوس رچائے جاتے ہیں ان کا مقصد غم حسینؓ منانا ہرگز نہیں ہے بلکہ اہل بیت پہ تبرا بھیجنا ہے انکی تضحیک و بے حرمتی کرنا۔

مسلمین کو ستانا اور پریشان کرنا۔ مسلمانوں کی تمام دوں میں فتنہ و شورش پیا کرنا اور اس طرح انہیں ہنگامہ آرائی کا شکار بنانا ہے

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جلسے میں ایک فرد بھی موجود نہیں گھر میں تالا پڑا ہوا ہے لیکن محلہ کے مسلمانوں کو پریشان کرنے اور ستانے کی

خاطر ٹیپ ریکارڈ انتہائی زیر بم پر چالو کر کے مسلمانوں کو رات بھر پریشان کرنا۔ جب کئی بار ٹیپ ریکارڈ کے پاس صرف چند یا دو ایک کا فرد فرد دین سے زائد کوئی نہیں ہوتا۔ اس طرح ساری ساری رات مسلمین کی آبادی میں نہیں ستانا یہ آخر کون سی انسانیت کو ظاہر کرتا ہے۔ چار سال سے پیشتر ملک کے کئی حصوں میں ان جلوسوں کے ذریعے قتل و غارت گری اور آتش زنی کے ذریعے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچایا گیا ہے۔

متعہ اور شیعہ کے ذمہ دار حضرات

متعہ یعنی زناکاری کو یہ نماز۔ روزہ اور حج سے بھی افضل عبادت مانتے ہیں جتنی زیادہ زناکاری کرے اتنا ہی زیادہ رتبہ بڑھتا ہے۔ یہ متعہ ہی رافضی کا عقیدہ ہے۔ جس نے مسلم سوسائٹی میں چکلے کا رواج دیا۔ شیعہ کہا کرتے ہیں کہ

"ہم جتنا اکابر و اہلبیت کو مانتے ہیں اہل سنت کے ہاں بھی ان کی عظمت مسلم ہے۔"

شیعہ کو چاہیئے تھا کہ وہ اہل بیت کے گھرانے کی ہر دور میں متعہ کرنے کی مثالیں پیش کرتے تاکہ جہاں ہم پر الزام ہوتا خود شیعہ اور ان کی مستورات کے لیئے واجب الاتباع ہوتا۔ میں شیعوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر ان میں ذرہ بھر بھی ایمان کی رتی ہے اور متعہ کو کار ثواب جانتے ہیں۔ کیا وہ مستورات اہل بیت کی مثالیں اپنی کتب سے پیش کر سکتے ہیں؟ اگر ثابت کر دیں تو فبہا اس مبارک عمل کا اپنے گھر کی خواتین سے افتتاح کریں اور تمام دنیائے شیعیت کے لیئے ایک واجب الاتباع نمونہ پیش کریں اور مخلص داعی متعہ کو اس پر ناراض یا شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایک شرعی حکم ہے۔ جیسے عمرؓ نے مار دیا تھا۔ آپ

اپنے گھر سے اس مردہ سنت کو زندہ کر کے ثواب شہادت حاصل کریں۔

آج اخبارات کی زینت بننے والے شیعہ علماء کرام اور "ہم متعہ کیوں کرتے ہیں"، "متعہ اور اسلام" جیسے رسائل لکھنے والے شیعہ مجتہدین مذہب کے ساتھ اخلاص اور جرأت ایمانی سے کام لے کر گھنٹہ بھر وغیرہ مدت معلوم کے لئے اپنی ۔ ۔ ۔ ۔ کو متعہ کے لئے دینے کا اعلان عام کر دیں تو شیعی معاشرہ میں چودھویں کے چاند کی طرح یہ متعائی سنت زندہ ہو جائے گی اور اہل سنت کی طرف سے لگنے والا یہ الزام دور ہو جائے گا کیوں کہ تم نے اپنے گھر سے سنت کو زندہ کر دیا ہے۔ پھر حضرت عمرؓ کو گالیاں دینے کی بجائے سب شیعہ نوجوان و مستورات اپنے علماء و مجتہدین اور ذاکرین کو دعاؤں سے نوازیں گی۔ پھر کوئی نہ کہے گا کہ "اگر متعہ ختم نہ کیا جاتا تو بجز شقی کے کوئی زنا نہ کرتا" اور "فرمان صادق" سچا ہو جائے گا کہ "شیعوں اللہ نے تم پر شراب کو تو حرام کر دیا مگر اس کے بدلے میں متعہ دے دیا"

اور اگر شیعہ کے ذمہ دار اور قابل اتباع حضرات ایسا نہیں کر سکتے تو خدارا ہم کو یہ اعتقاد رکھنے سے تو منع نہ کریں کہ اپنے گھر میں متعہ ناپسند کر کے دوسروں کی بہن بیٹی سے متعہ کرنے والے زانی ہیں ان کا ضمیر بھی زنا کا فتویٰ دیتا ہے وہ دوسروں کو زنا ہی کی تعلیم دیتے اور زنا پسند کرتے ہیں کیوں کہ وہ اپنے گھر میں اس زنا کو پسند نہیں کرتے اب "فقہ جعفری" کے قانون کے مطابق متعہ کا رشتہ دیں یا انکار کرتے اور متعہ کو بے حیائی سمجھنے کی سزائے ارتداد قتل قبول کریں یا پھر اس مذہب سے توبہ کر لیں۔ اگر آپ ان تین باتوں سے کوئی بھی قبول نہیں کرتے تو آپ شیعہ بن

تمہیں خالص منافق ہیں آپ کا ٹھکانا جہنم ہے کیوں کہ علامہ مجلسی وغیرہ علماء نے متعہ کو ضروریات دین کا منکر و ناپسند کرنے والا ایکا کافر جہنمی ہے تارک۔ فاسق ہے۔ خدا اور رسولؐ اور آئمہ کی لعنت کا مستحق ہے

تفسیر منہج الصادقین سے متعہ نہ کرنے والے کی مذمت میں احادیث ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حدیث مرفوع ہے جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا اس کا درجہ حسینؓ جتنا ہے۔ جس نے دو مرتبہ کیا اس کا حسنؓ جتنا۔ جس نے تین دفعہ کیا اس کا درجہ حضرت علیؓ جتنا جس نے چار مرتبہ کیا اس کا درجہ میرے برابر ہے (معاذ اللہ)

اگر پانچ دفعہ کرے تو؟

اب جو شخص حضرت علیؓ و حسینؓ کا درجہ نہ چاہے یا متعہ کے ذریعے اس کے حصول کی تمنا نہ کرے اس سے بڑا بدبخت اور بے ایمان کون ہو گا۔

۲۔ حضرت صادقؒ نے فرمایا ہے کہ متعہ ہمارا دین (دستور عمل) ہے اور ہمارے باپ دادا (آئمہ معصومین) کا دین ہے جو متعہ کرے اس نے ہمارے دین پر عمل کیا جو متعہ سے انکار کر دے اس نے ہمارے دین کا انکار کیا اور مذہب کے خلاف اعتقاد رکھا یقیناً متعہ سلف سے قریب ہے اور شرک سے امان ہے متعہ کی اولاد نکاح حلال کی اولاد سے افضل ہے متعہ کا منکر (نہ کرنے والا) کافر و مرتد ہے

۳۔ جو شخص دنیا سے متعہ کرے کرائے بغیر مر جائے وہ قیامت کے دن اٹھے گا تو اس کے ناک کان کٹے ہوں گے۔

متعہ کی آمدنی ... متعہ ... جو کہ کوئی مرد [illegible]

عورت باہمی رضامندی سے وقت مقررہ اور فیس (مہر) مقررہ کے ساتھ بغیر گواہوں کے ایجاب قبول کر کے تعلق قائم کریں چوں کہ نکاح دائمی کے لیے شیعہ کے ہاں گواہ شرط نہیں تو اس گھنٹہ بھر کے عارضی تعلق کے لیے گواہ بدرجہ اولی نہیں جب وہ وقت گذر گیا تو عورت خود بخود آزاد ہو گئی نہ اسے طلاق دی جائے گی نہ وراثت ملے گی نہ نان ونفقہ کی حق دار ہے نہ اس کی عدت ہے نہ مرد پر فیس دینے کے سوا اور کوئی حق رکھتی ہے یہ ساری شرائط وتفصیلات شیعہ کی تہذیب الاحکام وغیرہ میں مذکور ہیں۔

۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء کو برصغیر کے مسلمانوں نے ایک آزاد مملکت کے قیام کا خواب دیکھا اور پاکستان اس کی خوبصورت تعبیر بن کر وجود میں آیا لیکن قیام پاکستان کے بعد ہم نے بحیثیت مجموعی اس کے قیام کے مقاصد بھلا دیئے۔

۱۹۷۷ء میں نظام مصطفےٰ کے نام سے جو تحریک اٹھی اس کا محرک اور مقصد اسی گم گشتہ جذبہ کا اجتماعی اظہار تھا کہ اس ملک میں اسلامی نظام کے بغیر کوئی دوسرا نظام نہیں چل سکتا۔

چنانچہ مسلمانان پاکستان کی بے پناہ قربانیوں کے بعد ۱۲ر ربیع الاول کو ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کا تاریخ ساز اعلان کر دیا گیا اور اسلامی حدود نافذ کر دی گئی اس اعلان نے اہل وطن ہی نہیں بلکہ عام مسلمانان عالم کے دلوں میں ایک نیا ولولہ تازہ پیدا کر دیا۔ سب نے سوچا کہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا آغاز ہو رہا ہے لیکن وہ عناصر جو پاکستان میں کسی صورت اسلامی نظام نافذ ہوتا دیکھنا نہیں چاہتے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اگر اس ملک میں اسلامی نظام کا تجربہ کامیاب ہو گیا تو پھر یہ انقلاب پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے گا۔ چنانچہ اسلام دشمن عناصر نے مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان اختلافات کو ہوا دینے کی مہم تیز کر دی جونہی پاکستان عوام کے متفقہ مطالبے کے پیش نظر نظام مصطفےٰ کے نفاذ کا اعلان

ہوا تو یہ آوازیں بھی اٹھائی جانے لگی کہ فقہ جعفریہ کا نفاذ الگ کیا جانا چاہیئے اور آج تک یہ مطالبہ ہو رہا ہے کہ فقہ جعفریہ کا نفاذ کرو ابھی میں یہ کتاب لکھ رہا تھا کہ ۱۳ مئی ۱۹۸۸ء کو جنگ اخبار لاہور میں خبر شائع ہوئی کہ تحریک فقہ جعفریہ کے دونوں گروہوں کا اتحاد ہو گیا۔ تو میرے لئے ضروری ہو گیا کہ اس کی کتاب میں ایک باب کا اور اضافہ کروں میرے پیش نظر فقط یہی مقصد ہے کہ مختلف فقہوں کا فرق نمایاں کیا جائے تاکہ ہم ہوش مندی سے درپیش مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کریں کسی کے عقائد کو مجروح کرنا یا منافرت پھیلانا ہرگز مقصود نہیں میں اخوند و فکر کی دعوت کے ساتھ غور و فکر کے لیے مستند حقائق پیش کرتا ملک اور قوم کی خدمت سمجھتا ہوں۔

اور مدعا اس بات پہ روشنی ڈالنی ہے کہ اگر اس ملک میں فقہ حنیفہ اور فقہ جعفریہ کا بیک وقت نفاذ کر دیا گیا تو اس ملک میں قانون کا نقشہ اور اس کا حشر کیا ہو گا۔ کیوں کہ فقہ جعفریہ اسی اختلاف کی بنیاد پر ہی استوار ہے۔

شیعہ عقائد کے مطابق موجودہ قرآن وہ نہیں ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہوا تھا اور وہ جو نازل ہوا تھا اس کا وجود دنیا میں کہیں نہیں پایا جاتا۔ اسی طرح سنت ان احادیث نبوی پر مبنی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے روایت کی ہیں اور فقہ جعفریہ کے عقیدہ کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرماتے ہی تین کے علاوہ سب صحابہؓ معاذ اللہ مرتد ہو گئے تھے۔ یوں بقول شیعہ احادیث کا ذخیرہ مرتدین کی روایات کا مجموعہ ہے لہٰذا یہ دین کی بنیاد اور قانون کا ماخذ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ میرا مقصد اسی پس منظر میں غور و فکر کے لیے مستند مواد پیش کرنا تھا تاکہ ان شیعہ عقائد اور

ان کے مضمرات کا تعین ہو جائے۔

چوں کہ قرآن و سنت کے الفاظ فقہ جعفریہ کے نفاذ سے بے معنی ہو کر رہ جائیں گے اس لیے ارباب عقل و دانش کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ ملک کا سواد اعظم جو قرآن و سنت کا شیدائی ہے۔ فقہ جعفریہ کے نفاذ سے اس کا کیا حشر ہوگا۔ یوں تو فقہ کا تعلق انسان کی انفرادی زندگی سے ہے۔ مگر اجتماعی زندگی میں بھی راہنمائی فقہ کا ہی منصب ہے۔ اس وقت ملک میں فقہ جعفریہ کا مطالبہ زور پکڑ رہا ہے۔ اس کے پیش نظر اس باب میں چند اجتماعی مسائل فقہ پر فقہ جعفریہ کی روشنی میں اظہار خیال کروں گا۔

اجتماعی مسائل کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ہر نظریہ اور کتب کا پس منظر جاننا ضروری ہوتا ہے میں اس باب کا آغاز فقہ جعفریہ کی تاریخ سے کرتا ہوں

محمود اقبال

تاریخ فقہ جعفریہ

جیساکہ نام سے ظاہر ہے یہ فقہ امام جعفرؒ کے نام سے منسوب ہے امام جعفرؒ کے نام کے استعمال سے یہی تاثیر ملتا ہے کہ یہ فقہ آپ کے عہد میں یا آپ کی زیرنگرانی مرتب ہوئی ہو گی۔ مستند شیعہ کتاب کے مطالعہ سے آدمی اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ امام باقرؒ کے عہد تک شیعہ کا دور جاہلیت تھا جس میں مناسک حج اور حلال وحرام جیسے اہم امور سے بھی واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ اصول کافی کی مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

كان محمد بن علي ابا	پھر امام باقر آئے ان سے
جعفر وكانت الشيعة	پہلے تو شیعہ حج کے مناسک
قبل ان يكون ابو جعفر	اور حرام حلال سے بھی
وهم لا يعرفون	واقف نہ تھے امام باقر
مناسك حجهم	نے شیعہ کے لیے حج کے
حلالهم وحرامهم	احکام بیان کیے اور حرام
حتى كان ابو جعفر	حلال میں تمیز کا دروازہ
ففتح لهم وبين لهم	کھولا یہاں تک کہ دوسرے
مناسك حجهم و	لوگ شیعہ کے محتاج
حلالهم وحرامهم	ہونے لگے جب کہ ان
حتى صار الناس يحتاجون	سے پہلے شیعہ ان
اليهم من بعد	مسائل میں دوسروں

ما کانوا یحتاجون   کے محتاج تھے۔
الی الناس۔

اسلام کی دعوت کے ساتھ نبی کریمؐ نے حلال وحرام کی نشاندھی فرمادی تھی جب دین مکمل ہوگیا تو حلال وحرام عبادات معاملات و عقائد تمام چیزیں مکمل ہوگئیں۔ حضورؐ نے نہ صرف سب کچھ بتادیا بلکہ ان اصولوں کی بنیاد پہ ایک معاشرہ بھی تیار کیا خلافت راشدہ کے دور میں حلال وحرام کے انہی مسائل پہ عمل ہوتا رہا جو نبی کریمؐ نے بتائے تھے مگر صاحب اصول کافی کہتے ہیں کہ شیعہ کو حلال وحرام کا علم نہ تھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ شیعہ کو حلال وحرام کے ان مسائل اور حج کے مناسک کا علم نہ تھا جو اسلام نے اور داعی اسلامؐ نے لکھائے تھے۔ امام باقر کے متعلق شیعہ کتب سے اس بات کا سراغ ملتا ہے کہ آپ نے شیعہ کو حلال حرام کا احساس دلایا اور ان کو حدود سے روشناس کرایا۔ لیکن اس کا کہیں سراغ نہیں ملتا کہ آپ کی زیر نگرانی کس فقہ کی تدوین ہوئی۔

امام باقرؒ کا سن وفات ۱۱۳ھ ہجری ہے معلوم ہوا کہ پہلی صدی ہجری اور اوائل دوسری صدی ہجری میں جس میں خلافت راشدہ اور بنو امیہ کا بیشتر حصہ شامل ہے فقہ جعفریہ کا وجود ہی نہیں تھا۔ اس لیئے کسی اسلامی سلطنت میں اس کے نافذ کیئے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے بعد امام جعفر کا دور آتا ہے آپ کی وفات ۱۴۸ھ میں ہوئی کیوں کہ فقہ جعفریہ انہی سے منسوب ہے اس لیئے ہمیں اس امر کی تلاش کرنا چاہیئے کہ کیا واقعی فقہ کی کوئی کتاب اپنی زیر نگرانی تیار کروائی تاریخ سے ہمیں اس امر کا ثبوت نہیں ملتا۔ ہاں شیعہ نے امام جعفرؒ سے منسوب روایات، اخبار اور احادیث کو فقہی عنوانات

کے تحت جمع کر کے چار کتابیں مدون کیں یہ کتابیں درحقیقت تو حدیث کی کتابیں تھیں مگر فقہی عنوانات کی وجہ سے یہ فقہ جعفریہ کی بنیادی کتاب کہلائیں۔ شیعہ ان کتابوں کو صحاح اربعہ کہتے ہیں۔

ان کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

۱- الکافی :۔ یہ کتاب ابوجعفر کلینی نے ۳۲۹ھ ہجری یعنی امام جعفرؒ کی وفات سے تقریباً ایک سو اسی ۱۸۰ برس بعد لکھی۔

۲- من لا یحضرہ الفقیہ :۔ یہ کتاب محمد بن علی ابن بابویہ قمی نے ۳۸۱ھ ہجری یعنی امام جعفرؒ کی وفات کے تقریباً دو سو برس بعد لکھی۔

۳- تہذیب الاحکام
۴- استبصار

یہ دونوں کتب محمد بن حسن طوسی نے ۴۶۰ھ ہجری میں یعنی امام جعفر کی وفات کے تقریباً تین سو دس ۳۱۰ برس بعد لکھی۔

تاریخ میں کسی بھی اسلامی سلطنت میں فقہ جعفریہ کے رائج ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ ادھر برصغیر میں ۱۱۹۳ء میں محمد غوری سے لے کر آخری مغل بادشاہ تک کسی وقت بھی فقہ جعفریہ کے رائج ہونے کا تاریخی ثبوت نہیں ملتا۔

بات چل رہی تھی کہ حضرت امام جعفرؒ کی وفات کے ۱۸۰ برس سے لے کر ۳۱۰ برس بعد تک مندرجہ بالا کتابیں مدون ہوئیں ظاہر ہے کہ اس عرصے میں امام جعفرؒ کی روایات مختلف راویوں کے ذریعے ان محدثین تک پہنچی ہوں گی اس لیے ان مسائل اور اس فقہ کے صحیح یا مشکوک ہونے کا انحصار رواۃ کی ثقاہت اور عدم ثقاہت پر ہے اس لیے ضروری ہے کہ خود جعفریہ فن رجال کی روشنی میں ہی اس بات کا جائزہ لے لیا جائے اور آخری فیصلہ قارئین پر چھوڑا جائے۔

ابتداءً مشہور شیعہ علامہ باقر مجلسی کی مایہ ناز کتاب حق الیقین کے صفحہ ۱۷۲ پر دی گئی مندرجہ ذیل عبارت سے کرتے ہیں۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل حجاز و عراق۔ خراساں فارس وغیرہ سے فضلاء کی ایک جماعت کثیر حضرت باقرؒ اور حضرت صادقؒ نیز تمام آئمہ اصحاب سے تھی"۔

مفضل زرارہ۔ محمد بن مسلم۔ ابو ہریرہ۔ ابو بصیر۔ ھشام بن حمران جبکہ مومن طاق اور معاویہ بن عمار کے اور ان کے علاوہ اور کثیر جماعت بھی تھی جن کا شمار نہیں کر سکتے۔ اور کتب رجال اور علمائے شیعہ کی فہرستوں میں سطور و مذکور ہیں یہ سب شیعوں کے رئیس تھے ان لوگوں نے فقہ۔ حدیث و کلام میں کتابیں تصنیف کر کے تمام مسائل کو جمع کیا ہے"۔

یہ اقتباس ایک طویل بیان کا حصہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ۔

۱۔ اصحاب آئمہ کی کثیر تعداد جس کا شمار نہیں اس کے متعلق تو کچھ نہیں کہا جا سکتا مگر جس جماعت کثیر کا شمار کیا جا سکتا ہے اور اس میں شامل جن لوگوں کے نام دیئے گئے ہیں۔ وہ شیعوں کے رئیس ہیں۔

۲۔ آئمہ سے ان اصحاب نے فقہ و حدیث کے مسائل جمع کیے ہیں اس فقہ کا ماخذ کتاب اللہ سے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ شیعہ عقیدہ کی رد سے موجودہ قرآن محرّف ہے اس میں پانچ قسم کی تحریف ہوئی لہذا اس کا اعتبار۔؟

اب ان رؤسائے شیعہ کے حالات شیعہ کتب رجال سے پیش کرتے ہیں۔

زرارہ:۔ یہ اصحاب آئمہ کے بھی رئیس ہیں یہاں

کے ہم پایہ ہے۔
رجال کشی صفحہ ۹۵ پہ ان کی فضیلت کے بارے میں یوں درج ہے۔

قال اصحاب زرارہ	اصحاب زرارہ کہتے ہیں
من ادرک زرارہ بن	کہ جس نے زرارہ کو
اعین فقد ادرک ابا	پالیا اس نے امام جعفر
عبد اللہ	کو پا لیا۔

ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ کسی کی تعریف اور کیا ہو سکتی ہے مگر سوال تو امانت، دیانت اور کردار کا ہے سو اس کے متعلق رائے ملاحظہ ہو۔

۱۔ "یہ حکم ایسی جماعت کے حق میں ہے جن کی غلالت پر صحابہ کا اجماع ہے جیسا کہ زرارہ اور ابو بصیرؓ یعنی زرارہ اور ابو بصیر بالاجماع گمراہ ہیں۔ (حق الیقین صفحہ ۲۴)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے جو خود گمراہ ہے وہ دوسروں کی راہنمائی کیا کریں گے۔ جس راہ پہ خود چلے ہیں دوسروں کو بھی اس پہ چلائیں گے۔

۲۔ امام جعفرؒ نے تین مرتبہ فرمایا لعن اللہ زرارہ۔ لعن اللہ زرارہ۔ لعن اللہ زرارہ۔ یعنی امام جعفر نے تین مرتبہ فرمایا۔ اللہ لعنت کرے زرارہ پہ (رجال کشی صفحہ ۱۰۰)

شیعہ عقیدہ کے مطابق امام معصوم ہوتا ہے اس لیے معصوم کے قول میں شک شبہ کی گنجائش نہیں ہونی چاہئیے۔ لہذا کوئی شیعہ زرارہ کے ملعون ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔ ظاہر ہے جس فقہ کا رئیس اعظم ایسا ہو جس کو امام نے ملعون قرار دیا ہو اس فقہ کی ثقاہت

افادیت اور فضیلت سے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔

ابو بصیر:۔ حق الیقین میں زرارہ کے ساتھ گمراہی میں حصہ دار ابو بصیر کو بتایا گیا ہے۔ اس لیے امام جعفرؒ کے متعلق اس کا عقیدہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے۔

قال جیس ابو بصیر علی باب ابی عبد اللہ علیہ السلام لیطلب الاذن ولم یوذن لہ فقال لو کان معنا طبق لاذن۔ قال فجاء کلب تشغر فی وجہ ابی بصیر۔ (رجال کشی ص۱۱۶)

راوی کہتا ہے ابو بصیر امام جعفرؒ کے دروازے پر بیٹھا تھا اندر جانے کی اجازت چاہتا تھا مگر امام اجازت نہیں دے رہے تھے۔ ابو بصیر کہنے لگا اگر میرے پاس کوئی تھال ہوتا تو اجازت مل جاتی پھر کتا آیا اور اس کے منہ میں پیشاب کر دیا۔

محمد بن مسلم:۔ اس شخص کا دعویٰ ہے کہ امام باقر سے ۳۰ ہزار حدیثیں سنیں اور امام جعفر سے ۱۶ ہزار احادیث کی تعلیم حاصل کی۔ (رجال کشی ص۱۰۹)

عن مفضل بن عمر قال سمعت ابا عبد اللہ یقول لعن اللہ محمد بن مسلم کان یقول ان اللہ لا

مفضل کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے سنا فرماتے تھے محمد بن مسلم پر اللہ کی لعنت ہو یہ کہتا تھا کہ جب کوئی

يعلم شيا حتى يكون	چیز وجود میں نہ آجائے اللہ کو اس کا علم
(رجال کشی ص۱۱۲)	نہیں ہوتا۔

خلفائے ثلاثہؓ کے عہد میں وہی فقہ رائج تھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کتاب الٰہی کی روشنی میں اپنے ارشادات اور صحابہ کی عملی تربیت کر کے رائج فرمائی حضرت علیؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس فقہ سے بال برابر بھی انحراف نہیں کیا۔ یعنی انہوں نے بھی وہی فقہ رائج رکھی جو خلفائے ثلاثہؓ کے عہد میں رائج رہی جس فقہ پر ابوالائمہ حضرت علیؓ نے پوری زندگی اور پورا عہد خلافت گذار دیا۔ خدا جانے اس علیؓ سے محبت کے دعویداروں کو اس فقہ سے اتنا بیر کیوں ہے۔

علی سے محبت لیکن ان کی طرز زندگی سے بیر!!!

پبلک لا فقہ جعفریہ (اجتماعی مسائل)

باب النکاح

نکاح ایک ایسا معاہدہ ہے جس سے ایک مرد اور عورت کے درمیان ایک مستقل اور عمر بھر کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے اس سلسلہ میں فقہ جعفریہ نے جہاں عوام کے لیے بے پناہ سہولتیں مہیا کی ہیں وہاں قانون اور حکومت کے لیے بے پناہ قربانیاں رکھیں ہیں مثلاً

عن زرارہ بن اعین قال سئل ابو عبداللہ علیہ السلام عن الرجل	زرارہ کہتا ہے امام جعفرؒ سے ایسے آدمی کے متعلق پوچھا گیا جو

يتزوج المرأة لغير مشهود فقال لاباس يتزويج البتة فيما فی تزويج البتة من اجل الولد لوت ذالك ولم يكن به بأس (فروغ کافی - طبع جدید ۵ : ۳۸۷)	گواہوں کے بغیر عورت کے بغیر عورت سے نکاح کرے۔ امام نے فرمایا کوئی حرج نہیں اللہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہے۔ نکاح کے گواہ تو صرف اولاد کے لیے ہوتے ہیں اگر نکاح میں اولاد مقصود نہ ہو تو بغیر گواہ کے نکاح میں کوئی حرج نہیں۔

صاف ظاہر ہے کہ زانی اور زانیہ کا مقصد حصول اولاد نہیں ہوتا۔ لہٰذا فقہ جعفریہ میں اگر زنا نام کی کوئی چیز ہو سکتی ہے تو صرف اس صورت میں کہ یہ بالجبر ہو ورنہ ہر زنا ایک جائز نکاح ہے جس کے لیے گواہوں کی ضرورت نہیں۔

دوسری بات اگر حکومت یا قانون فقہ جعفریہ کو تسلیم کر لے تو زنا کی حد جاری کرنے کا تکلف ہی نہیں کرنا پڑے گا۔

تہذیب الاحکام ۷ : ۲۴۸

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال انما جعلت البینة فی النکاح من اجل المواریث۔	امام جعفرؒ نے فرمایا کہ نکاح میں گواہوں کی حاجت محض اولاد کی میراث ثابت کرنے کے لیئے ہوتی ہے۔

عمل قوم لوط اور فقہ جعفریہ

(فرق الشیعہ از ابو محمد الحسن بن موسیٰ)

شیعوں کے شہید ثالث علامہ نور اللہ شوستری نے اپنی کتاب مجالس المومنین ۱: ۴۲۶ پہ اس کتاب کے صفحہ ۹۳ سے لواطت کے بارے میں مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ ہو۔

وقالوا اباحتہ	مراد یہ ہے کہ لڑکوں سے
المحارم من الفروج	وطی حلال ہے اور دلیل
والغلمان واعتلوا	قرآن میں ہے یا نکاح
اخی ذالک بقول اللہ	کرتا ہے لڑکوں اور
تعالیٰ عزوجل	عورتوں کے ساتھ

فقہ جعفریہ میں لڑکوں سے نکاح کرنا گویا منشائے قرآن کے عین مطابق ہے۔

تہذیب الاحکام

سالت ابا الحسن الرضا	امام موسیٰ رضا سے
علیہ السلام عن اتیان	عورت کے ساتھ وطی
الرجل المراۃ من	فی الدبر کے متعلق پوچھا
خلفھا فقال احلتھا	گیا تو فرمایا قرآن کی
اٰیۃ من کتاب اللہ	آیت نے اسے حلال
عزوجل قول لوط	قرار دیا ہے حضرت لوط
ہٰؤلاء بناتی ھن	نے فرمایا یہ میری بیٹیاں
اطھر لکم وقد علم	تمہارے لیے پاکیزہ ہیں
انھم لا یریدون	وہ جانتے تھے کہ قوم
الفرج۔	لوط قبل سے وطی کرتا

نہیں چاہتی تھی یعنی
وہ خلاف وضع فطرت
کے عادی تھے

تہذیب الاحکام ۷ : ۴۱۴

عن عبد اللہ بن ابی یعفور قال سالت اباعبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یاتی فی المرأۃ فی دبرھا قال لا باس بہ اذا رضیت

عبداللہ بن یعفور کہتا ہے کہ میں نے امام جعفرؒ سے عورت کے ساتھ وطی الدبر کے بارے میں پوچھا فرمایا کوئی حرج نہیں اگر عورت راضی ہو۔

استبصار ۱ : ۵۶

سئل ابو عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یصیب المرأۃ فیما دون الفرج اعلیھا غسل ان ھو انزل ولم تنزل ھی قال لیس علیھا غسل وان لم ینزل ھو فلیس علیہ غسل

امام جعفرؒ سے پوچھا گیا جو شخص عورت سے وطی فی الدبر کرے کیا اس عورت پر اس صورت میں غسل واجب ہے کہ مرد کو انزال ہوا عورت کو نہیں ہوا فرمایا عورت کو غسل نہیں اور اگر مرد کو انزال نہ ہو تو مرد پر بھی غسل نہیں

سہولتیں ہی سہولتیں

تہذیب الاحکام ۷ ـ ۲۵۸

عن ابی بصیر قال
سئل ابو عبد اللہ
علیہ السلام عن
المتعۃ اھی من
الاربع فقال لا و
لکن من السبعین

ابو بصیر سے روایت
ہے امام جعفرؒ سے
پوچھا گیا متعہ کی تعداد
چار میں شامل ہے فرمایا
چار کیا ستر سے بھی
زیادہ کے ساتھ کر
سکتا ہے۔

تہذیب الاحکام ۷ ـ ۲۵۹

عن زرارۃ عن ابیہ
عن ابی عبد اللہ علیہ
السلام ذکر لہ
المتعۃ اھی من
الاربع قال تزوج
منھن الفا فانھن
مستاجرات

زرارہ سے روایت
ہے امام جعفرؒ سے
پوچھا گیا کہ متعہ کی
تعداد چار میں شامل
ہے فرمایا چاہے ایک
ہزار سے متعہ کر
کیوں کہ یہ تو اجرت
کا معاملہ ہے۔

تہذیب الاحکام ۷ : ۲۶۳

قال قلت لابی عبد
اللہ علیہ السلام
ادنی ما یتزوج بہ
المتعۃ قال کف

میں نے امام جعفر
سے پوچھا متعہ کرنے
والا کم از کم کتنی
اجرت ادا کرے

من یو	فرمایا ایک مٹھی بھر
(ابو سعید احوال سے روایت ہے)	گندم کافی ہے۔

تہذیب الاحکام ۷ : ۲۶۵

سالتہ عن نکاح	محمد بن سنان امام
الیھودیۃ و	موسیٰ رضا سے میں
النصرانیۃ فقال لا	نے پوچھا نصرانی اور
بأس فقلت	اور یہودی عورت سے
المجوسیۃ فقال	متعہ کرنے کے لیے
لا بأس بہ لیعنی	پوچھا فرمایا کوئی حرج
متعۃ	نہیں۔ پھر میں نے
	مجوسی عورت کے
	متعلق پوچھا فرمایا
	کوئی حرج نہیں۔

تہذیب الاحکام ۷ : ۲۵۳

متی اراد الرجل	جب آدمی متعہ کرنا
تزویج المتعۃ	چاہے تو عورت کے
فلیس علیہ التفتیش	متعلق تفتیش نہ کرے
عنھا بل یصدق	کون ہے کیسی ہے
تھا فی قولھا	بلکہ جو کچھ وہ کہے
	اسے سچ سمجھے

زنا کی حد

شریعت اسلامیہ میں زنا کی حد سنگسار کرنا یا سو درے لگانا ہے چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عملاً یہ حد

نافذ کر کے اس جرم کے گھناؤنے پن کا احساس دلایا اور معاشرہ کی اصلاح کی صورت بتا دی یعنی ایسے شخص کا وجود انسانیت کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ ہے لہٰذا یہ زمین کی سطح پر متحرک نظر نہ آئے بلکہ نہایت ذلت سے زیر زمین دبا دیا جائے دوسری صورت میں ہر کوڑا جو سرعام اس جسم پر پڑے کا معاشرہ کے اندر سے اس جرم کے جرائیم کا قلع قمع کرتا جائے گا۔

فقہ جعفریہ میں اس سزا کو نہیں چھیڑا گیا مگر اس جرم کو جرم رہنے ہی نہیں دیا گیا۔ مثلاً (باب النکاح میں فروع کافی ۵ : ۳۸۷) کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے کہ اولاد مقصود نہ ہو تو نکاح کے لیے گواہوں کی ضرورت نہیں ظاہر ہے زناکاروں کو اولاد سے دلچسپی نہیں ہوتی لہذ فقہ جعفریہ نے لائسنس دے دیا ہے کہ جہاں ایک منچلا جوڑا اجنبی بھوک مٹانا چاہے آپس میں ایجاب و قبول کرے نکاح ہو گیا۔

اب تو ہمیں بتائیے اگر یہ نکاح ہے تو زنا کسے کہیں گے جب کسی فعل پر زنا کا اطلاق ہی نہیں ہو گا تو اس پر حد کیسے جاری کی جائے گی۔

اسی باب میں فروع کافی ۲ : ۱۹۸ سے ایک واقعہ نقل کیا گیا کہ ایک عرب عورت نے زنا کا اقرار کیا اور امیر المومنین عمر فاروق نے اس پر حد جاری کی یعنی اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا مگر فقہ جعفریہ کی تحقیق کے مطابق حضرت علیؓ نے فرمایا یہ نکاح ہے " ظاہر ہے جس فعل کو عرف عام میں زنا کہا گیا اور جس فعل کی سزا شریعت اسلامیہ کے تحت خلیفہ راشدؓ نے سنگسار کرنا مقرر فرمایا فقہ جعفریہ کے نزدیک نکاح ہے

زنا نہیں۔

اب سوچئیے کہ فقہ جعفریہ کے نفاذ کی صورت میں زنا کی حد کا نفاذ کیوں کر ممکن ہو گا۔

زکوٰۃ

زکواۃ کی فرضیت :۔

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو بھی مسلمانوں پر اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح نماز روزے کو فرض کیا ہے یہ اسلام کا بہت بڑا رکن ہے اس سے مسلمانوں میں ایثار اور قربانی کی صفت پیدا ہوتی ہے زکوٰۃ کی فرضیت کتاب اور سنت رسولؐ سے ثابت ہے۔

حدیث میں اسلام کے پانچ اجزاء بیان ہوئے جن میں ایک زکواۃ ہے کسی ایک چیز کا انکار پورے اسلام کا انکار ہے اس لیئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منکرین زکواۃ کے خلاف جہاد کیا لیکن فقہ جعفریہ نے اپنے زریں اصول کے مطابق زکوٰۃ سے انکار نہ کرتے ہوئے زکوٰۃ کے لیئے کچھ شرائط رکھ دی ہیں تاکہ سند رہیں اور بوقت ضرورت کام آئیں۔

فقہ جعفریہ زکوٰۃ کے لیئے شرائط

۱۔ کرنسی نوٹوں پر زکوٰۃ نہیں۔

۲۔ سونے چاندی پر زکوٰۃ نہیں۔ ہاں سونے چاندی کے سکے بنا کر اس پر سرکاری مہر لگائی جائے تو اس پر زکوٰۃ ہو گی۔

۳۔ فقہ جعفریہ میں شیعہ حضرات نے زکوٰۃ کے لیئے اپنی شرائط لگا کر دراصل زکوٰۃ سے انکار کی ایک صورت پیدا کی ہے اور قرآن حدیث کی بات ماننے سے انکار کیا ہے۔

عشر

قرآن مجید میں جہاں زکوٰۃ کا حکم ہے وہاں ساتھ ہی ارشاد ہے۔ "جو کچھ ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا کھیتی کاٹتے وقت اس کا حق ادا کرو۔"

لیکن فقہ جعفریہ میں عشر صرف گندم۔ جو۔ کھجور اور منقیٰ پر ہے اور پھر ان پر بھی نصاب کی شرط لگادی ہے جو کہ ۸۴۷ کلو گرام ہے یہ شرط بھی قرآن کے احکام کے مطابق نہیں ہے

اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیعہ نہ قرآن پاک کو مانتے ہیں نہ قرآن پاک کے احکامات زکوٰۃ اور عشر کو تسلیم کرتے ہیں۔

رجال ارباب دانش کے لئے غور کا مقام ہے۔

مانو نہ مانو جعفریہ یہ اختیار ہے

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

فقہ جعفریہ کا قرآن و سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ اس کے الٹ ضد میں تیار کی گئی ہے اس لیئے اس کو فقہ جعفریہ کی بجائے فقہ کافریہ کہا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔

میں نے اس باب میں فقہ جعفریہ اس کی تاریخ۔ نکاح عمل قوم لوط اور فقہ جعفریہ۔ زنا کے بارے میں فقہ جعفریہ کی سہولتیں۔ زنا کی حد۔ زکوٰۃ اور عشر کے متعلق مختصر سا عرض کیا ہے۔

اور فیصلہ میں قارئین پر چھوڑتا ہوں کہ اس فقہ پر غور کریں۔

اور ہوشمندی سے درپیش مسئلہ حل کرنے کی کوشش کریں۔ کسی کے عقائد کو مجروح کرنا یا منافرت پھیلانا ہرگز

مقصود نہیں۔ میں نے اپنا فرض سمجھتے ہوئے غور و فکر کی دعوت کے ساتھ غور و فکر کے لیے چند مستند حقائق پیش کر دیئے ہیں۔

محمود اقبال
حاصل پور شہر

خلافت راشدہ — یا اللہ مدد — حق چار یار

کہتا رہے ہر مسلمان حق چار یار
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدر کرارؓ

اہل سنت کے حضرات سے

اپیل

إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ

اگر تم (قدمے درمے سخنے) اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط کرے گا

خلافت راشدہ اکیڈمی
غلہ منڈی ۹۱
حاصل پور

فیصلہ آپ خود کریں

معزز ناظرین اس باب میں مذہب شیعہ کی معتبر و مستند کتب حدیث سے قرآن پاک، اصحابؓ رسولؐ اور مذہب اہل سنت کے بارے میں عبارات نقل کی گئی ہیں۔ عبارات کا بغور مطالعہ فرما کر ایسے عقائد و نظریات رکھنے والے گروہ کے بارے میں فیصلہ آپ خود کریں کہ کیا ایسا فرقہ اب بھی دائرہ اسلام میں شامل رہ سکتا ہے۔

قارئین محترم یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے اور اس باب کا اضافہ کرنے کا مقصد ہر مسلمان کو قرآن مجید اور اصحاب رسول کے بارہ میں شیعہ مذہب کے عقائد و نظریات سے آگاہ کرنا ہے۔ اختصار کے پیش نظر مذہب شیعہ کی مستند کتب کے حوالہ جات پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ورنہ اس موضوع پر ایک بہت بڑی کتاب ترتیب دی جا سکتی ہے۔

بعض جگہ عربی فارسی عبارات کے اردو ترجمہ ہی پر اکتفا کیا گیا ہے اور بعض مواقع پر تین تین چار چار صفحوں کے مضامین کو مختصر بیان کیا گیا ہے۔ تاہم اصل مضمون سے عین مطابق کا خیال رکھا گیا ہے۔

اختصار کی اصل وجہ کم سے کم صفحات میں زیادہ سے زیادہ مواد جمع کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر سی کوشش کو قبول فرما کر مقصد تحریر کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ (آمین) محمود اقبال

مکمل قرآن مجید کسی پاس نہیں

○ جابر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر کے والد (امام باقر) سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو یہ کہنے کی جرأت وطاقت نہیں کہ اس کے پاس مکمل قرآن مجید ہے۔ اس کا ظاہر بھی باطن بھی سوائے اوصیاء کے۔

(اصول کافی ص ۱۷۸ ج ۱ مطبوعہ تہران)

موجودہ قرآن نامکمل کیوں ہے؟ جواب اسلئے کہ

○ ابوبصیر کی روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی۔

وَمن یطع اللّٰہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمۃ علی والائمۃ من بعدہ فقد فاز فوزاً عظیماً

(اصول کافی ص ۲۴۲ - ج ۱)

○ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جبرائیل ؑ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر یہ آیت لے کر نازل ہوئے - یا ایھا الذین اُمنوا بما نزلنا علی نوراً مبینا۔ (اصول کافی ص ۲۴۵)

○ امام جعفر صادق سے ابوبصیر کی روایت ہے کہ سورہ معارج پہلی آیت "سائل سائل"..... الآیۃ کے بارے میں آپ نے فرمایا خدا کی قسم جبرئیل ؑ محمد ﷺ پر یہ آیت اس طرح لے کر نازل ہوئے تھے۔ سال سائل بعذاب واقع الکفرین بولایۃ علی لیس لہ دافع

(اصول کافی ص ۲۴۹ ج ۱)

○ امام باقر سے روایت ہے کہ آپ ؑ نے فرمایا جبریل ؑ یہ آیت اس طرح کیوں لے کر نازل ہوئے۔ طریقاً ۔۔۔۔ آلایۃ پھر کرنا یا یا ایھا الناس قد جاءکم الرسول من ربکم فی الایۃ علی ما منو خیرا لکم و ان تکفرو و لولایۃ علی فان اللہ ما فی السمٰوت و ما فی الارض ۔۔۔۔ آلایۃ

(اصول کافی ص۳۵۱ - ج-۱)

○ اختصار کے پیش نظر ان چار مثالوں پہ اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ اسی کتاب میں ایسی بیسوں مثالیں بیان کی گئی ہیں اور مرتب کی گئی ہیں کہ ہر صاحب عقل و دانش اس سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان روایتوں کے معنی و مفہوم سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ معاذ اللہ موجودہ قرآن مجید تحریف سے محفوظ نہ رہ سکا۔

اور خالق کائنات اس اعلان کے بعد کہ ہم ہی نے قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں کبھی اپنے کلام کی حفاظت نہ کر سکا چودہ صدیوں سے پوری امت مسلمہ اس مکمل ضابطہ حیات سے محروم چلی آرہی ہے۔ جسے مالک الملک نے اس امت کی راہنمائی کے لیئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تھا۔

قرآن مجید میں تحریف کو ثابت کرنے والی روایات کی تعداد دو ہزار (۲۰۰۰) سے زیادہ ہے۔

○ علامہ نوری طبرسی اپنی کتاب فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب میں لکھتے ہیں کہ

ترجمہ: ۔ بارہویں دلیل آئمہ معصومین کی وہ روایات ہیں جو قرآن کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ جو بتلاتی ہیں کہ قرآن کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ جو بتلاتی ہیں کہ قرآن کے بعض کلمات اور اس کی آیات اور سورتوں میں ان سورتوں میں کسی ایک سورت کی تبدیلی کی گئی ہے جس کا تو پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اور وہ روایات بہت زیادہ ہیں۔ یہاں تک کہ سید نعمت اللہ جزائری نے اپنی بعض تصانیف میں فرمایا ہے۔ جیسا کہ ان سے نقل کیا گیا ہے کہ قرآن میں اس تحریف اور تغییر و تبدل کو بتلانے والی آئمہ اہل بیت کی حدیثوں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ ہے اور ہمارے اکابر علماء کی ایک جماعت نے مثلاً شیخ مفید۔ محقق داماد اور علامہ مجلسی نے ان حدیثوں کے مستفیض اور مشہور ہونے کا کیا ہے اور شیخ طوسی نے بھی بتیان میں بصراحت لکھا ہے کہ ان روایتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ (فصل الخطاب ص۲۲)

حضرت علی کا فرمان۔ منافقین نے ایک آیت کے درمیان سے تہائی قرآن سے زیادہ ساقط کر دیا۔

○ صاحب احتجاج طبرسی نے حضرت علیؓ کا ایک زندیق کے ساتھ طویل مکالمہ نقل کیا ہے اس مکالمہ میں وہ زندیق علی پر ایک اعتراض کرتا ہے کہ آیت

وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامٰی فانکحوا ما طاب لکم من النساء..... الآیہ میں شرط و جزاء کے درمیان وہ تعلق اور جوڑ نہیں ہے جو شرط و جزاء کے درمیان ہونے چاہیئے۔

اس کا جواب حضرت علیؓ کی زبان سے یہ نقل کیا گیا ہے۔

○ ھو مما قدمت ذکرہ من القرآن و بین القول فی الیتامی و بین نکاح النساء من الخطاب و القصص من ثلث القرآن

ترجمہ: یہ اسی قبیل سے ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں یعنی منافقین نے قرآن میں سے بہت کچھ ساقط کر دیا ہے۔ اور اس آیت میں (یہ تصرف ہوا ہے) ان خفتم فی الیتامی اور فانکحو اما طاب لکم من النساء کے درمیان ایک تہائی قرآن سے زیادہ تھا۔ (جو ساقط اور غائب کر دیا گیا ہے) اس میں خطاب تھا اور قصص تھے۔ (احتجاج طبرسی ص ۲۵۴)

اصل قرآن موجودہ قرآن سے دو حصے بڑا ہے

○ ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ قرآن جو جبرئیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر لے کر نازل ہوئے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھی۔
(اصول کافی ص ۶۳۴۔ ج ۲)

(موجودہ قرآن میں خود شیعہ مصنفین کے لکھنے کے مطابق کل ساڑھے چھ ہزار آیات بھی نہیں)

اصل قرآن وہ تھا جو حضرت علی نے مرتب فرمایا تھا وہ امام غائب کے پاس ہے اور موجودہ قرآن سے مختلف ہے

○ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص یہ دعوٰی کرے کہ اس نے پورا قرآن جمع کیا ہے۔ جس طرح نازل کیا گیا ہے وہ کذاب

ہے اللہ تعالیٰ کی تنزیل کے مطابق قرآن کو صرف حضرت علی ابن ابی طالب ہی نے جمع کیا اور اس کے بعد آئمہ علیہ السلام نے اس کو محفوظ رکھا۔
(اصول کافی ص۱۷۹۔ ج۔۱)

○ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب قائم (یعنی امام مہدی غائب) ظاہر ہوں گے تو قرآن کو اصل اور صحیح طور پر پڑھیں گے اور قرآن کا وہ نسخہ نکالیں گے جس کو حضرت علیؓ نے لکھا تھا اور امام جعفر نے یہ بھی فرمایا کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے اس کو لکھ لیا اور پورا کر لیا تو لوگوں (یعنی ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ) وغیرہ سے کہا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے ٹھیک اس کے مطابق جس طرح اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تھی میں نے اس کو دو تختیوں سے جمع کیا ہے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس جامع مصحف موجود ہے اس میں پورا قرآن موجود ہے۔ ہمیں تمہارے جمع کئے ہوئے قرآن کی ضرورت نہیں تب حضرت علی نے فرمایا اللہ کی قسم اب آج کے بعد تم اس کو دیکھ بھی نہ سکو گے۔
(اصول کافی ص۶۶۳ ج۔۲)

○ ابی ذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت علی نے قرآن جمع کیا اور اسے مہاجرین اور انصار کے سامنے پیش کیا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی۔ پس جب ابو بکرؓ نے اس قرآن کو کھولا تو پہلے ہی صفحے پر قوم کی رسوائی کا ذکر تھا پس عمرؓ اچھل پڑے اور کہا کہ اے علیؓ اس کو لے جاؤ ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں پھر ان لوگوں نے زید بن ثابت کو جو قاری القرآن تھے بلایا اور اس سے عمرؓ نے کہا کہ بے شک علی قرآن لائے تھے

اور اس میں مہاجرین وانصار کی رسوائی اور ہتک پائی جاتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کو اس طرح تالیف کریں کہ مہاجرین وانصار کی جو ہتک اور رسوائی کی باتیں ہیں انہیں ساقط کر دیں زید نے اس ذمہ داری کو قبول کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح تم لوگ چاہتے ہو اگر میں نے ویسے قرآن تالیف کر دیا اور پھر علیؓ نے اپنے تالیف کردہ قرآن کو ظاہر کر دیا تو کیا تمہارا یہ سارا عمل باطل نہیں ہو جائے گا۔ عمرؓ نے کہا پھر کیا حیلہ ہو سکتا ہے کہ ہم اسے (یعنی علیؓ کو) قتل کر دیں۔ اور اس سے آرام پائیں۔ پس خالد بن ولید کے ذریعے علیؓ کے قتل کی تدبیر طے پائی مگر وہ اس پہ قادر نہ ہو سکا۔

(احتجاج طبرسی ص ۱۵۵-۵۶)

ضروری وضاحت

مندرجہ بالا حوالہ جات کو پڑھ کر ممکن ہے کسی مسلمان کے دل میں ان جلیل القدر شخصیات کے بارے میں کوئی بغض یا نفرت کا مادہ پیدا ہو جائے اس موقعہ پہ یہ جان لینا چاہیئے کہ جن کتب سے یہ حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں یقیناً وہ مذہب شیعہ کی بنیادی اور مستند کتابیں ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان کتب میں بیان کردہ روایات جن عظیم المرتبت ہستیوں (یعنی حضرت علیؓ، حضرت امام باقرؒ۔ حضرت امام جعفر صادقؒ) کی طرف منسوب کی گئی ہیں یہ حضرات ان کتب کے معرض وجود میں آنے سے قریباً ڈیڑھ صدی قبل اس دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے۔ چنانچہ یہ کتب محض ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کو ختم کر کے افتراق وانتشار کی فضا قائم کرنے کے لیے ایک عظیم سازش کے تحت تصنیف کی گئیں دشمنان اسلام نے من گھڑت

جھوٹی روایات اور بے سروپا داستانیں تراش کر انہیں حضرات کی طرف منسوب کر دیا۔ جب کہ ان حضرات کی پوری زندگی اس بات کا واقع ثبوت پیش کرتی ہے کہ جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس تمام کی حیثیت ایک افسانہ سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی مثلاً حضرت علی کا ان حضرات کے ہاتھ پہ بیعت فرمانا۔ ان کی اقتدار میں نمازیں ادا فرمانا۔ ان سے رشتہ ناطہ جوڑنا اپنی اولاد کے نام حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے نام پہ رکھنا جس کا خود شیعہ حضرات کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے۔

ایک مطالبہ:۔

○ آج کل بعض شیعہ مذہب سے تعلق رکھنے والے راہنما محض عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے بڑی شدومد سے پراپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ ہم تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں بلکہ ہمارے اوپر یہ بے بنیاد الزام عائد کیا جاتا ہے میں ان راہنماؤں سے ایک مخلصانہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ حضرات ذرا مندرجہ ذیل کتب کی حیثیت اور ان مصنفین کے بارے میں فتوای صادر فرمائیں۔

اصول کافی۔ احتجاج طبرسی۔ تفسیر قمی۔ تفسیر العیاشی تفسیر صافی۔ رجال کشی۔ فصل الخطاب۔ یہ وہ مشہور کتب ہیں جن میں تحریف قرآن کو ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی ہے۔ فتوای جاری فرمائیں کہ آیا ان کے مصنفین اور کتب کے پیروکار مسلمان یا کافر۔ آیا ان کتب کو جلایا جائے یا زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے

اصحاب رسول پر تبرا کی ایک جھلک

ابوبکر و عمر دونوں کافر ہیں۔

○ آزاد کردہ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام از آنحضرت پرسید کہ مرا بر تو حق خدمت است مرا خبردہ از حال ابوبکر و عمر حضرت فرمود ہر دو کافر بودند۔

ترجمہ :۔ حضرت علی بن حسین سے ان کے آزاد کردہ غلام نے دریافت کیا کہ مجھے ابوبکر و عمر کے حال سے آگاہ فرمائیں حضرت نے فرمایا دونوں کافر تھے

ابوبکر و عمر فرعون و ہامان ہیں

○ مفضل پرسید کہ مراد از فرعون و ہامان دریں آیہ چیست حضرت فرمود کہ مراد ابوبکر، عمر است۔

(حق الیقین ص۳۷۸)

ترجمہ :۔ مفضل نے حضرت امام جعفر صادق سے پوچھا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں فرعون و ہامان کون مراد ہیں حضرت نے فرمایا ابوبکر۔ عمر

ابوبکر و عمر عثمان و معاویہ جہنم کے صندوق ہیں

○ امام جعفر سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک کنواں ہے کہ اہل جہنم اس کنویں کے عذاب کی شدت حرارت سے پناہ مانگتے ہیں اور پھر اس کنویں میں آگ کا ایک صندوق ہے جس کی شدت و حرارت کے عذاب سے کنویں والے پناہ مانگتے ہیں اس کنویں میں چھ آدمی پہلی امتوں کے حضرت آدم کا بیٹا قابیل جس نے ہابیل کو قتل کیا تھا۔ نمرود۔ فرعون اور بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے والا

سامری ہوگا اور چھ آدمی اس امت سے ہوں گے۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ معاویہ۔ خوارج کا سربراہ اور ابن ملجم۔

(حق الیقین صفحہ ۵۲۲)

ابوبکر و عمر شیطان سے زیادہ شقی ہیں

○ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المومنین حضرت علی فرماتے ہیں

ایک دن کوفہ سے باہر نکلا تو اچانک شیطان سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے شیطان سے کہا کہ تو عجیب گمراہ شقی ہے۔ تو شیطان نے کہا امیر المومنین آپ ایسا کیوں کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے آپ والی بات خدا تعالیٰ کے سامنے جب کہ ہمارے درمیان کوئی تیسرا نہ تھا نقل کی تھی ـــــــ کہ الٰہی میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے مجھ سے زیادہ شقی تر پیدا نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں میں نے تجھ سے زیادہ شقی تر مخلوق پیدا کی ہے جاؤ جہنم کے خازن سے میرا سلام کہو اور اسے کہو کہ مجھ کو ان کی صورت اور جگہ دکھلاؤ........ میں نے اس سے کہا تو خازن جہنم مجھے لے کر اوّل دوم سوم چہارم پنجم اور ششم وادی جہنم سے ہوتا ہوا ساتویں جہنم کی وادی میں پہنچا........ وہاں کیا دیکھا کہ وہ شخص ہیں کہ ان کی گردن میں آگ کی زنجیریں ڈالی ہوتی ہیں اور انہیں اوپر کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اوپر ایک گروہ کھڑا ہوا ہے جن کے ہاتھ میں آگ کے گرز ہیں وہ ان دو کے سر پر مارتے ہیں۔ میں نے مالک جہنم سے پوچھا یہ کون ہیں تو اس نے کہا کہ ساق عرش پر لکھا ہوا نہیں دیکھا کہ یہ..........

ابوبکر وعمر ہیں۔ (حق الیقین ص۵۲۹)

○ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے منبر پہ ابوبکر کی سب سے پہلے سبقت عبادت گزار بوڑھے کی شکل میں شیطان کرے گا۔ (حق الیقین ص۱۶۷)

○ عمر کبھی انسان اور کبھی شیطان ہوتا تھا۔
(حق الیقین ص۲۶۳)

حضور پہ قاتلانہ حملہ کرنے والے چودہ منافق

○ چودہ منافقین.......... جن میں سے نو قریش سے ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ طلحہ۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابو عبیدہ بن جراح۔ معاویہ بن ابی سفیان۔ عمرو بن عاص۔ اور پانچ دوسرے ابو موسٰی اشعری۔ مغیرہ ابن شعبہ اوس بن حدثان۔ ابو ہریرہ۔ ابو طلحہ انہوں نے رات کی تاریکی میں حضورؐ پہ حملہ کرنا چاہا تھا مگر کامیاب نہ ہو سکے۔
(حق الیقین ص۱۱۲ ص۱۱۳)

چار بتوں سے بیزاری

○ چار بتوں سے ابوبکر و عمر۔ عثمان و معاویہ اور چار عورتوں عائشہ۔ حفصہ۔ ہند۔ ام الحکم سے بیزاری چاہنا ہمارا عقیدہ ہے
ص۵۳۹

حضرت عائشہ پہ حد جاری کی جائے گی۔

○ چوں قائم ما ظاہر شود عائشہ را زندہ کند تا بر او حد زند (حق الیقین ص۳۶)

جب ہمارا قائم (امام مہدی غائب) ظاہر ہو گا تو عائشہ

کو زندہ کرے گا تاکہ اس پر حد جاری کرے۔

ابوبکر و عمر کو سولی پر لٹکایا جائے گا۔

○ امام مہدی (یعنی امام غائب) کے دوبارہ آنے کی تفصیلات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب وہ مدینہ میں وارد ہوں گے تو ان سے ایک عجیب امر ظہور پذیر ہوگا ...... وہ یہ کہ ...... حضرت ابوبکر و عمر کی نعشوں کو قبروں سے باہر نکال کر ان کے جسم سے کفن کو اتار کر انہیں درخت پر لٹکا کر سولی دیجائے گی ...... پھر ان دونوں ملعونوں کو اتار کر بقدرت الٰہی زندہ کیا جائے گا .... اور پھر ان کو سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔ اور امام مہدی کے حکم سے زمین سے آگ ظاہر ہوکر انہیں جلا کر راکھ کر دے گی۔

آپ کے شاگرد مفضل نے دریافت کیا اے میرے سردار کیا یہ آخری عذاب ہوگا .... حضرت نے فرمایا نہیں بلکہ ایک دن رات میں ان کو ہزار مرتبہ سولی پر لٹکایا جائیگا اور زندہ کیا۔ (حق الیقین صہ ۴۴ صہ ۴۵ - صہ ۲۴۷)

تو پھر سپاہ صحابہؓ جیسی جماعت وجود میں نہ آئے تو اور کیا ہو اب بھی مسلمانوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ ایسے غلیظ عقائد .... اور ان سے پیار محبت

اصحاب رسول کے بارہ میں خمینی کا نظریہ

○ اگر بالفرض قرآن میں رسول اللہ علیہ وسلم کے بعد کے لیے امام کا (یعنی حضرت علی کا نام کا ذکر بھی کر دیا جاتا تو یہ کہاں سے سمجھ لیا گیا کہ اس کے بعد امامت و خلافت کے بارہ میں مسلمانوں میں اختلاف نہ ہوتا۔ جن لوگوں نے حکومت و

ریاست کی طمع ہی میں برس ہا برس سے اپنے کو دین پیغمبر یعنی اسلام سے وابستہ کر رکھا تھا اور چپکا رکھا تھا جو اسی مقصد کے لیے سازش اور پارٹی بندی کرتے تھے ان سے ممکن نہیں تھا کہ قرآن کے فرمان کو تسلیم کر کے اپنے مقصد اور اپنے منصوبے سے دست بردار ہو جاتے جس حیلے اور جس ہتھکنڈے سے بھی ان کا مقصد (یعنی حکومت و اقتدار) حاصل ہوتا وہ اس کو استعمال کرتے اور ہر قیمت اپنا منصوبہ پورا کرتے۔

(کشف الاسرار ص ۱۱۳-۱۱۴)

○ اگر آپ کہیں کہ قرآن میں اگر صراحت کے ساتھ حضرت علی کی امامت و ولایت کا ذکر کر دیا جاتا تو شیخین (ابو بکر و عمر) اس کے خلاف نہیں کر سکتے تھے اور اگر بالفرض وہ اس کے خلاف کرنا چاہتے تو عام مسلمان قرآن کے خلاف ان کی اس بات کو قبول نہ کرتے اور نہ ان کی بات چل سکتی۔ و خمینی اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ یہ خیال اور خوش گمانی غلط ہے ہم اس کی چند مثالیں یہاں پیش کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ نے اسی طرح عمرؓ نے قرآن کے صریح احکام کے خلاف کام اور فیصلے کیے اور عام مسلمانوں نے ان کو قبول بھی کر لیا کسی نے مخالفت نہ کی۔ (کشف الاسرار ص ۱۱۵)

○ خمینی نے ص ۱۱۷ پر "مخالفت عمر با قرآن خدا" کا باب قائم کر کے آخر میں حدیث قرطاس کا ذکر کیا ہے اس سلسلہ کلام میں فاروق اعظمؓ کی شان میں اس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

"ایں کلام یا وہ کہ از اصل کفر و زندقہ ظاہر شدہ مخالفت است با آیاتے از قرآن کریم"

اس جملہ میں حضرت فاروق اعظم کو صراحتاً کافر و زندیق قرار دیا گیا ہے۔ (کشف الاسرار ص۱۱۹)

عثمان اور معاویہ کے بارہ میں

○ ہم ایسے خدا کی پرستش کرتے اور اسی کو مانتے ہیں جس کے سارے کام عقل و حکمت کے مطابق ہوں ایسے خدا کو نہیں جو خدا پرستی اور عدالت و دینداری کی ایک عالی شان عمارت تیار کروائے اور خود ہی اس کی بربادی کی کوشش کرے کہ یزید و معاویہ اور عثمان جیسے ظالموں بدقماشوں کو امارت اور حکومت سپرد کر دے۔

(کشف الاسرار ص۱۱۷)

معزز ناظرین :۔ آپ کو ان حوالہ جات سے خوب معلوم ہو گیا ہو گا کہ خمینی کے نزدیک حضرات شیخین اور عثمانؓ و معاویہؓ معاذ اللہ حد درجہ کے مجرم ہیں۔

ابوبکر و عمر کو دوست رکھنے والا کافر ہے۔

علامہ باقر مجلسی حضرت امام زین العابدین کے نام سے تمام اہلسنت کو ان الفاظ میں کافر لکھا گیا ہے۔

○ "مرا خبر دہ از حال ابوبکر و عمر حضرت فرمود ہر دو کافر بودند ہر کہ ایشاں را دوست وارد کافر است"

(حق الیقین ص۵۴۳ جلد دوم)

ترجمہ :۔ مجھے ابوبکر و عمر کے حال کی خبر دو۔ حضرت نے فرمایا دونوں کافر تھے اور جو کوئی انہیں اچھا سمجھے وہ بھی کافر ہے۔

عقیدہ شیعہ

غیر شیعہ حرامزادہ ہے

○ شیعہ کا سب سے بڑا محدث محمد بن یعقوب الکلینی امام باقر کے نام سے یہ عقیدہ لکھتا ہے۔

ان الناس کلھم ذریۃ البغا یا ما خلا شیعتنا

(فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۳۵ لکھنو)

امام مہدی کفار سے پہلے سنیوں کو قتل کریگا

علامہ محمد باقر مجلسی لکھتا ہے۔

○ "وقتیکہ قائم ظاہر سے شود پیش از کفار ابتدا بہ سنیاں خواہد کرد با علماء الشیان والصیان را خواہد کشت ودر مجمع البیان نیز مضمون ایں حدیث را از آنحضرت روایت کردہ است

(حق الیقین ص ۵۲۷/۲)

ترجمہ:۔ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو دوسرے کافروں سے پہلے سنیوں کے علماء سے ابتدا کریں گے اور ان کو قتل کریں گے۔

ناصبی کسے کہتے ہیں۔

اہل سنت کو ناصبی قرار دینے کی یہ صورت امام علی النقی کے نام سے پیش کی گئی ہے۔

○ "سوال کردہ کہ آیا محتاج ہستیم در دانستن ناصبی بر زیادہ ازیں کہ ابوبکر وعمر را تقدیم کنند برامیرالمومنین واعتقاد برامامت آنہا داشتہ باشد۔ حضرت درجواب نوشت ہر کہ ایں اعتقاد داشتہ باشد او ناصبی است"

(حق الیقین ص ۵۱۳ ۔ ج ۔ ۲)

ترجمہ: سوال کیا کہ ناصبی کے بارے میں اس سے سوا کہ وہ ابوبکر و عمر کو حضرت علی پر مقدم سمجھتا ہے اور ان کی امامت کا قائل ہے کچھ اور جاننا بھی ضروری ہے؟ حضرت نے فرمایا جو یہ عقیدہ رکھتا ہو وہ ناصبی ہے۔

ناصبی (یعنی سُنّی) کتے اور ولدالزنا سے بھی بدتر ہے

یہ ملا محمد باقر پہلے ناصبی کے بارے میں یہ لکھ آئے ہیں:

○ "آں بدتر است از ولد الزنا بدرستیکہ حق تعالے خلقے بدتراز سگ نیا فریدہ است۔ و ناصبی نزد خدا خوار تراز سگ است" (حق الیقین ص ۵۳۶ ج ۲)

ترجمہ: ناصبی ولد الزنا سے بھی بدتر ہے یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتے سے زیادہ بدتر کسی چیز کو نہیں بنایا لیکن ناصبی خدا کے ہاں کتے سے بھی زیادہ خوار ہے۔

سُنّی سے ہاتھ ملاؤ تو ہاتھ دھولو

(حق الیقین ص ۵۱۹)

ترجمہ: خالد قلانسی کی روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ میں ذمی سے ملاقات کرتا ہوں اور وہ مجھ سے مصافحہ کرتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو خاک یا دیوار پر مل دے میں نے کہا ناصبی (یعنی سنی) سے اور اہل بیت کے دشمن سے مصافحہ کا کیا حکم ہے حضرت نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو دھولو۔

قارئین کرام: اس کتاب کا اور خاص کر اس باب کا مطالعہ کرنے کے بعد فیصلہ آپ خود کریں کہ ایسے نظریات رکھنے

والے گروہ یا فرقہ کو آپ اب بھی دائرہ اسلام میں شامل سمجھتے ہیں؟ کیا آپ ایسے طریقے کو مسلمان سمجھیں گے؟ کیا آپ ان سے کسی قسم کا تعلق رکھنا جائز سمجھیں گے؟ ہر حال میں نے تمام باتیں آپ کے سامنے رکھ دی ہیں اب آپ فیصلہ خود کریں۔

دعا کریں گے اللہ تعالیٰ اس حقیر سی کوشش کو قبول فرما کر مقصد تحریر کو کامیابی سے ہمکنار فرمائیں اور تمام مسلمین کو اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)

محمود اقبال

اہلِ اسلام کو مشورہ

حضرت عثمان غنیؓ نے سبائیوں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا تو کیا دیکھا اور مسلمانوں کو کیا ملا؟ حضرت علیؓ نے ان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی تو انہیں اور مسلمین کو کیا ملا؟ سیدنا حسینؓ نے ان پہ بھروسہ کیا تو کیا پایا؟ امت مسلمہ نے ان کے خلاف کچھ نہ کیا تو کیا پایا؟

پس اے دنیا اسلام کے مسلمانوں کچھ اور زیادہ ذلت و رسوائی مول لینی باقی ہے؟ اگر ایسا نہیں تو پھر ان کے خلاف قدم اٹھاؤ اکیلے اکیلے نہیں بلکہ اجتماعی حیثیت سے عمومی تحریک چلاؤ اور اس طرح اسلام کو دنیا میں دوبارہ سربلند کرو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا قدم اٹھایا جا سکتا ہے اور کیسے؟ تو عرض خدمت میں یہ تمام مسلم ممالک میں انہیں کفر و مرتد اور بدترین دشمن اسلام ہونا قرار دیا جائے اور قانونی حیثیت سے حکومت کے کسی بھی تنظیمی عہدے پر انہیں ہرگز نہ رہنے دیا جائے اور اگر کہیں ہیں تو انہیں اولین فرصت میں ہٹایا جائے واضع رہے کہ بڑی سے بڑی جگہ سے لے کر چھوٹی سے چھوٹی فلاحی اور اصلاحی انجمنوں اور محلہ کمیٹی وغیرہ تک سے انہیں ہٹانے کی ضرورت ہے ورنہ خلفشار مٹ نہیں سکتا۔ ہاں بڑھ ضرور جائے گا۔

جہاں ایک طرف ہمارا مطالبہ حکومت سے ہے کہ انہیں تمام کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے وہاں تمام برادران اسلام سے

بھی یہ درخواست اور پرزور اپیل ہے کہ اگر تمہیں اپنی خیریت درکار ہے تو انہیں کسی بھی معمولی سی معمولی انجمن یا فلاحی تنظیم سے لے کر کسی بڑی سے بڑی تنظیم تک انہیں اپنے ساتھ داخل نہ کریں کیوں کہ اس راستہ سے یہ مسلم سوسائٹی میں گھس کر خلفشار پیدا کرتے ہیں۔ اور تنظیم یا سوسائٹی کے ایک بھائی کو دوسرے بھائی سے لڑانے اور نااتفاقی پیدا کرانے اور دشمنی کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

سعودی حکومت سے گذارش

ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآن مجید کے مطابق حرمین مقدس کی بے حرمتی بھی حرام ہے اور خون مسلم بہانا بھی حرام ہے اس وجہ سے ان دونوں حرمتوں کی پامالی کا سنگین جرم اور وہ بھی بیک وقت یکجا۔ اس کا کوئی مسلمان ارتکاب تو کیا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ایسی بنیادی حقیقت کے باوجود ۶ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ / ۳۱ جولائی ۱۹۸۷ء کو ایک مرتبہ پھر ایرانی قیادت میں اہل تشیع نے حرم اور مسجد الحرام کی حرمت کو بھی پامال کیا اور اہل حرم و مہمانان حرم کا خون بھی کیا اور پھر یہ دونوں کام نہ صرف بیک وقت کئے گئے بلکہ علیٰ ایام حرام میں انجام دئیے گئے۔ حرم پاک کی توہین و تذلیل کا یہ سلسلہ ناپاک ۱۹۷۹ء سے ہر سال بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ پچھلے سال تو خمینی کے کارندوں نے سارے حرمین شریف کو بارود سے اڑانے کی بھی جسارت کر ڈالی تھی۔ ۱۷ اگست ۱۹۸۶ء کو ایرانی تخریب کار تقریباً ڈیڑھ من دھماکہ خیز مادے کے ساتھ جدہ ائیر پورٹ پہنچے اور تلاشی میں وہیں پکڑے گئے۔ حرم بیت اللہ میں اسلام کے خلاف تشدد و جارحیت کی حالیہ وارداتیں نئی نہیں بلکہ ۱۹۷۹ء

کے ایرانی شیعہ انقلاب سے جاری ہیں فروری ۱۹۷۹ء میں خمینی انقلاب آیا اسی سال ۱۹۷۹ء ۱۹ ار نومبر کو ایک مسلح گروہ نے حرم کعبہ اور حرم نبوی پر بیک وقت دھاوا بول دیا حرم نبوی پر تو حملہ ناکام بنا دیا گیا مگر حرم کعبہ پر حملہ آوروں نے قبضہ کر لیا بے شمار مسلمانوں کو دو ہفتے سے زیادہ تک عمرہ طواف کعبہ اور نماز بیعت سے محروم رکھا مجبوراً اس غیر اسلامی گروہ کے خلاف فوجی قوت استعمال کی گئی اور حرم پاک کو ناپاک قبضے سے پاک کر دیا گیا اس کے بعد ہر سال موسم حج میں تقدس حرمین کی مسلسل توہین و تذلیل کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے۔ اب حج موقعہ آنے والا ہے اور خمینی نے اعلان کیا ہے کہ اس موقعہ بھرپور حملہ کر کے حرم کعبہ پر قبضہ کیا جائے گا۔ اس کے جواب میں سعودی حکومت نے ایرانی حاجیوں کی تعداد پر پابندی عائد کر دی اور ساتھ ہی ایران کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ میری سعودی حکومت سے گذارش ہے کہ وہ ایرانی شیعوں کو غیر مسلم قرار دے کر ان کے سعودی عرب حج کے موقعہ پر آنے پر مکمل پابندی عائد کر دی اور ساتھ ہر قسم کے تعلقات ختم کرے۔ ساتھ ہی اپنے دوسرے اسلامی ملکوں کو ملا کر ایران کے خلاف سخت اقدام کیے جائیں۔

حکومت پاکستان کو مشورہ

آج بھی ہم تمام مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ خدارہ اپنی اصل منزل "خلافت راشدہ) کی طرف لوٹ آئیں جس سے وہ بھٹک چکے ہیں اور نظام خلافت راشدہؓ کی روشنی میں قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کا نظام جاری فرمائیں پاکستان کی بقاء

اور استحکام اسی میں مضمر ہے۔ یہاں ہماری حکومت سے بھی دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ محض انگریزی راج سے ہم پر حکومت نہ کرے مسلمان خدا خوف اور صحیح العقیدہ افسران کے ذریعے فرقہ بندی کے بت توڑے ہر گمراہی اور بدعت کے لائسنس جاری نہ کرے بلکہ ہر مذہبی اور سیاسی جماعت سے دو دو مستند خدا ترس علماء دین کی کمیٹی بنائے ہائی کورٹ سپریم کورٹ وفاقی شرعی کورٹ کے دیندار مسلمانہ ججوں کا بینچ ان کا معاون بنائے۔ قرآن و سنت اور تعلیمات صحابہؓ و اہل بیت کے مطابق فرقہ وارانہ مسائل کا تصفیہ کرائے خلاف شرع رسومات و بدعات پر پابندی لگا دے یہاں عملاً شیعہ کو وہ حقوق دے جو ایران نے اہلسنت کو دیئے کلیدی آسامیاں صرف مسلمانوں اور خلفاء راشدینؓ کے پیروکاروں کے لیئے مختص کر دے۔ اقلیتوں کو ان کی تعداد کے مطابق ملازمت کا کوٹہ دے ذرائع ابلاغ سے فرقہ واریت کی تبلیغ بند کر دے ہر فرقہ کو اصل تعلیم کا پابند کرے اور دفاع و جہاد کی تربیت سے ملک کو طاقتور بنائے۔

اہل سنت علماء کرام اور عام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں

اس تلخ حقیقت کا اظہار کیئے بغیر چارہ نہیں کہ اب اہل سنت ۹۵ فی صد ہو کر بھی اتنے طاقتور اور منظم نہیں جتنا اعداء صحابہ بن چکے ہیں۔ وجہ واحد اس کی یہ ہے کہ علماء تین چار گروہوں میں بٹ کر ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہیں اور عوام ان سے بددل ہو کر بے دین کمیونسٹ یا خود رو لیڈروں کے پیچھے جا رہے ہیں ہر ایک کا اپنی جگہ دھڑا اور تشخص مضبوط ہے لیکن مقام صحابہؓ ناموس

ازواج النبیؐ کے تحفظ اور خالص اہل سنت و جماعت کے تشخص کے لیے نہ جذبات ہیں نہ محنت و تربیت کرائی جاتی ہے جو پہلے اسلاف میں ہوتا تھا اور یہ لوگ ڈر کے مارے تقیہ میں رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ دور حاضر میں پاکستان اور عالم اسلام کے لیے زبردست خطرہ یہی روافض اور فتنہ خمینیت بن چکا ہے مسلمانوں کو بیدار اور منتظم ہونے کی انتہائی ضرورت ہے۔

نہ جاگو گے تو مٹ جاؤ گے اے سنی مسلمانو
تمہاری داستاں تک نہ ہو گی داستانوں میں

ہماری جماعتوں میں تفریق شیعیت اور انگریز وغیرہ کی پیدا کردہ ہے ہمارے اختلافات یا تو عقائد و رسوم سے متعلق ہیں یا فروعی مسائل میں غلو و تشدد سے وابستہ ہیں۔ جب کہ قرآن۔ حدیث۔ کلمہ اذان اور جماعت صحابہؓ سب کی ایک ہے میرا یہ دعوای ہے کہ دیوبندی۔ بریلوی ایک ہی فقہ اور ایک امام کے پیروکار ہیں تھا دینیات بھی...... ایک ہے پھر یہ منافرت بازی اور اپنے اپنے خیالات و رسوم پر جمود دراصل شیعوں کا پھینکا ہوا گیند ہے قرآن حدیث اور فقہ حنفی شرک و بدعت۔

مخالفت رسولؐ اور جماعت میں تفرقہ بازی کے سخت مخالف ہیں۔ حضرت مرشد گیلانیؒ نے شیعہ کو جو عقائد گنے ہیں پھر پڑھیے کیا ان کا ہی یہ تو ہم پر تو نہیں پڑ گیا ہے؟

اگر فریقین کے خدا ترس اتحاد امت کے حامی ذمہ دار مل بیٹھیں اور یہ عزم کریں کہ قرآن و حدیث صحیحہ اور فقہ حنفی کے خلاف یا ان کے علاوہ کوئی عقیدہ و رسم دین کا جزو نہ سمجھا جائے جو صفوی عہد یا مصر کے رافضی بادشاہ کے دور سے چلی

ہیں اور صوفیانہ امور کا حضرت پیران پیر حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی رحمہم اللہ کی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ کر لیا جائے اور اعداء صحابہ کے مقابل مشترکہ پلیٹ فارم بغیر کسی مخصوص نعرہ کے استعمال کیا جائے اور عظمت صحابہؓ یا مقام خلفاء راشدینؓ کے نام سے ہر شہر میں بھرپور جلسے کئے جائیں تو دو تین سال میں ہی ۹۵ فی صد سنی مسلمان ایک بڑی طاقت بن کر اسلامی قانون نظام مصطفیٰ اور خلافت راشدہؓ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ہمارے اہل حدیث بھائی بھی خوب منظم اور فعال ہیں قرآن و سنت کی خوب دعوت دیتے ہیں اگر وہ یہ غلو کرنا چھوڑ دیں۔ کہ "قول صحابہؓ اور خلفاء راشدینؓ کا عمل حجت نہیں غیر منصوص مسائل میں فقہ و اجتہاد ائمہ قابل عمل نہیں اجماع کوئی چیز نہیں صرف قرآن و حدیث کافی ہیں تو بہتر ہو ورنہ یہ بھی اپنی ...... کھو کھلی کر کے دشمن کو یہ کہنا ہے کہ آؤ امت اور صحابیت کے درخت کو کاٹ دو (معاذ اللہ) جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷۳ میں سے صرف ایک ناجی فرقہ کی نشانی ما انا علیہ واصحابی (مشکوٰۃ) "میرے اور صحابہؓ کے طریقے کا پیرو کار گروہ برحق ہے۔" بتائی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا نام لے کر پیروی کا حکم دیا۔ (ترمذی) اپنی اور خلفائے راشدینؓ کی سنت اپنانے کی تاکید کی ہے بدعت سے ڈرایا ہے۔ (مشکوٰۃ)

قرآن پاک نے مہاجرینؓ و انصارؓ کی پیروی کرنے والوں کو جنت اور اپنی رضامندی کا تمغہ بخشا ہے (پ ۱۱ ع ۲) صحابہؓ مومنین کے راستے کے خلاف چلنے والوں کو جہنم کی وعید سنائی ہے۔ (پ ۵ ع ۱۴) پھر کیسے اہل سنت قرآن و حدیث کا نام لے

لے کر صحابہؓ پر بدظنی اور بے اعتقادی کا دروازہ دشمن پہ کھول دیں اور اس کی تصدیق کر کے اپنے مذہب کی تکذیب کریں (استغفر اللہ) مجھے یہ تسلیم ہے کہ انفرادی طور پر تینوں گروہوں نے رفض کے مقابل بہت عمدہ لٹریچر تیار کیا ہے مولانا احمد رضا بریلوی کا ردّ الرفضہ۔ مولانا محمد علی کی تحفہ جعفریہ۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی تصانیف۔ مولانا قاضی مظہر حسین۔ علامہ دوست محمد قریشی اور مولا عبد الستار تونسوی اور مولانا محمد نافع کی تصانیف سونے سے تولنے کے لائق ہیں مگر تینوں بڑی جماعتیں اور دیوبندیوں کی ۲۰ تنظیمیں یہ غور فرمائیں کہ ۱۹۸۹ء ۱۹۸۷ء میں ان پر خوب ظلم و تشدد ہوا ہر ایک چیدہ چیدہ علماء شہید ہوئے انفرادی طور پر ہر ایک نے لاکھوں روپے کے مصارف سے اور سینکڑوں مظاہرین کے گرفتار کرانے سے بھرپور احتجاج کیا مگر کیا قاتل کیفر کردار تک پہنچے؟ حکومت یا دشمن کا رویہ بدلا؟ یا کسی جماعت کے مخصوص مطالبات حکومت نے منظور کیئے؟ ہرگز نہیں۔ اس کی وجہ باہمی نفاق نا اتفاقی اور اپنی اپنی بدعت نوازی اور گروہ پرستی نہیں تو اور کیا ہے؟ حکومت ۵ غنڈوں کی مانتی ہے ۹۵ تماشائیوں یا آواروں سے کیا ڈر؟ جن کا نہ ایک لیڈر ہے نہ منزل نہ قومی نشان کس قدر تعجب کی بات ہے کہ تین بسوں کو چند ڈاکو باری باری لوٹ رہے ہیں مگر ہر ایک بس کے مسافروں نے اپنی رائفلیں دوسری بس پر تان رکھی ہیں ڈاکوؤں سے اتحاد کر کے اپنا کا صفایا کر رہے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ یہ تینوں گروہ اپنی بمشکل ۲۰ ر ۱۵ فی صد عوام کے ساتھ اگر اپنا وجود کھو بیٹھے باقی ۸۰ فی صد عوام کو وقت کے طوسی و علقمی و خمینی

وغیرہ کی شہ پہ روس اور کمیونزم نہیں نکلے گا تو کیا ہوگا ؟ کیا بخارا سمرقند۔ بغداد کا سقوط اسی تفرقہ بازی کا نتیجہ نہ تھا ؟

ملیں قوم سے نذرانے وصول کرنے والے علماء کرام اور سرکاری خزانہ سے پلنے والے حکومتی افسران صاحبان سے یہ سوال ہوگا کہ زبردست قربانی کے بعد برصغیر کے تھوڑے سے رقبہ پر اسلام کے نام پہ پاکستان بنایا گیا تھا اسلامی قانون شریعت تم نے کیوں نافذ نہ کیا تھا ؟ قادیانیوں۔ صحابہؓ اور قرآن کے دشمنوں کو ۳۰ فی صد کلیدی آسامیاں کیوں دی گئیں ؟ میرے صحابہؓ خلفائے راشدینؓ میری پاک بیویوں اور بیٹیوںؓ کو سر عام بازاروں میں مساجد اور مدارس دینیہ کے سامنے تبرا کرنے والے جلوس تم کیوں نکلواتے تھے ؟ اور میری توہین کیوں برداشت کرتے تھے ؟ تو کیا حکومت یہ کہہ کر چھوٹ جائے گی کہ فرقوں کا وجود مانع تھا تبرا بازوں کو تو انگریزوں نے یہ حق دیا تھا۔ یہ موجودہ حکومت کیسے واپس لے سکتی تھی ؟۔

حکومت اسلام آباد میں محافل سیرت منعقد کرا لیتی تھی اور بس ! یا بریلوی کا یہ جواب معقول ہوگا کہ ہم تو عاشق رسولؐ تھے پر ترنم نعت خوانی سے ہر شہر میں بڑے بڑے میلاد کے جشن اور جلوس نکالتے تھے کیا دیوبندی یہ کہہ کر بری ہو جائیں گے کہ ہم تو متبع سنت تھے دس لاکھ کا تربیتی اجتماع رائے ونڈ میں کر لیتے تھے کیا تیسرا گروہ یہ کہنے میں حق بجانب ہوگا کہ ہم تو اہل حدیث تھے علامہ احسان الٰہی ظہیر اور آپ کے رفقہ شہید کر دئے تو ان کی یاد میں بڑے بڑے جلوس اور احتجاجی جلسے کر ڈالے مگر قرآن و سنت کے مطابق ۷ دفعات والے شریعت بل کی تو

کر مخالفت کی کہ وہ ہماری جماعت نے نہیں دو تین سرکاری مولویوں نے پیش کیا تھا؟ کس قدر ظلم کی بات ہے کہ قانون شریعت نہ خود بناتے ہو نہ دوسروں کو بنایا ہوا خود پسند کرتے ہو اور منواتے ہو باہمی انتشار سے مصطفیٰ کمال یا کمیونسٹوں کو زمام اقتدار تھماتے ہو۔ دیوبندی مذہب، رضا خانی مذہب، قانون حنفی یا قانون الٰہی جیسی منافرت انگیز کتابیں تو خوب پھیلاتے ہو مگر اسلامی قانون قضا و تعزیرات پر کوئی متفقہ کتاب حکومت کو نہیں دیتے حرمین شریفین کو کھلا شہر قرار دینے اور فرقہ وارانہ ماحول پیدا کرنے کے لیے سعودی عرب کی حکومت کو تو کوستے اور حجاز کانفرسیں لندن میں منعقد کرتے ہو مگر اسرائیل کا ایجنٹ خمینی حرمین پر قبضے کا خواب دیکھتا ہے ایک حملہ کر چکا ہے روضہ اقدس ڈھا کر شیخین رضی اللہ عنہ کی لاشیں نکالنے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لاش کو کوڑے مارنے کا عقیدہ اس کا جزو ایمان ہے اس پر تمہیں کوئی احتجاج یا مظاہرہ نہیں سوجھتا۔ عراق نے ۱۹۸۰ء میں اپنے تیس باغیوں کو پھانسی دی یہاں خمینی پرستوں نے اسلام آباد کا گھیراؤ کر ڈالا اور زکوٰۃ و عشر و حدود اسلامی سے چھٹی کرالی۔ شام، ایران، لبنان، عراق وغیرہ میں تمہارے لاکھوں سنی مسلمان شہید کیے گئے۔ تم نے ان کے حق میں اف تک نہ کی۔

اے تفرقہ باز سنی علماء کرام زندہ قومیں تمہاری طرح نہیں ہوتیں۔ کچھ ہوش اور غیرت میں آؤ تمہارا حریف ایک ہزار برس تک تقیہ میں رہا اپنے شہیدوں کے نمبر اول، ثانی، ثالث الاثے کر آتا رہا اپنے عقیدے کے مطابق تا ظہور مہدی اب بھی اسے تقیہ میں رہنا چاہیئے مگر وہ تمہیں بدعتوں اور فرقوں میں الجھا کر

مطمئن ہو گیا ہے اور تمہارے درجنوں علماء کو شہید کر چکا ہے تم تو اپنے شہداء کے تمبر تھی نہ لگا سکے؟ وقت کی آواز سن کر فتنے کی رفتار دیکھ کر رویہ بدلو گے اور ناموس توحید، ناموس مصطفیٰ، ناموس صحابہؓ و اہل بیتؓ کے تحفظ اور قومی بقا کے لئے مشترکہ پلیٹ فارم پر خلوص سے کام کرو گے یا نہیں؟ ورنہ اپنی قبر کھودو گے اور سنی مذہب تمہارا مرثیہ پڑھے گا۔

من از بیگانگاں ھرگز نہ نالم
کہ با من ھر چہ کرد آں آشنا کرد

خلاصہ کلام

برادران اسلام: آپ رافضیت کی حقیقت اور مسلم سوسائٹی اور اس کے لٹریچر پر اس کے اثرات ملاحظہ فرمائیں۔ دنیا کے سامنے اسلام کی غلط نمائندگی کے لیے اور مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے اس گروہ نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے مسلم معاشرے کا بگاڑ اسی دو فیصد رافضیت کا مرہون منت ہے۔ رافضی دنیا بھر کے تمام مسلمانوں (سنیوں) کو کافر سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اب ان کی اپنی اصلیت کو ظاہر کیا جائے۔ مسلمین کو تو خصوصیات کے ساتھ بتایا جائے اور تمام بنی نوع انسانیت کو عمومیت کے ساتھ تاکہ جھوٹ اور غلط پروپیگنڈہ سے مسلمین کو خصوصیت کے ساتھ اور ہمارے دوسرے ابنائے نوع کو عمومیت کے ساتھ رافضیت میں داخل ہونے سے بچایا جا سکے اور اس طرح بنی آدم جہنم کے عذاب سے محفوظ رہ سکیں کیوں کہ رافضیت جہنم کی طرف دعوت دے رہی ہے۔ اس طرح گویا

یہ انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہو گی اور اسی طرح کی خاطر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

لہٰذا اس سلسلہ میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں وہ فتوای درج کر دیا جائے۔ جو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد بریلوی صاحب نے دیا تھا۔

فتوای

بالجملہ ان رافضیوں۔ تبرائیوں کے باب میں قلم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار و مرتدین ہیں۔ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔ ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللہ! مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ عورت قہر الٰہی ہے اور اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں کی ہو۔ جب بھی نکاح ہرگز نہ ہو گا۔ محض زنا ہو گا۔ اولاد و لد الزنا ہو گی۔ باپ کا ترکہ نہ پائے گی۔ اگرچہ اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں۔

عورت نہ ترکہ کی مستحق ہو گی اور نہ مہر کی۔ کیونکہ زانیہ کے لئے حق مہر نہیں۔

رافضی اپنے کسی قریبی حتیٰ کہ باپ بیٹے۔ ماں۔ بیٹی کا بھی ترکہ میں اس کا اصلاً کوئی حق نہیں۔

ان کے مرد و عورت، عالم و جاہل۔ کسی سے میل جول سلام و کلام سب سخت کبیرہ گناہ اور اشد حرام ہے۔ جو ان کے ملعون عقیدوں سے آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے۔ با اجماع تمام آئمہ دین خود کافر بے دین ہے کہ اور اس کے لیے بھی یہی سب احکام ہیں جو ان کے لئے مذکور ہوئے مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ اس فتوے کو بگوش ہوش سنیں اور

پر عمل کر کے سچے سنی مسلمان بنیں۔

رہ گئے دوسرے فتاویٰ تو ناظرین انہیں مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کے پرچے الفرقان بابت ماہ دسمبر ۱۹۸۷ء میں ملاحظہ فرمائیں۔ یا اقرا ڈائجسٹ (شیعیت نمبر) ماہ فروری ۱۹۸۸ء یا دوسری کتب میں دیکھیں۔

وقت کی ضرورت

ضرورت اس بات کی ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان اپنی اپنی حکومتوں سے مطالبہ کریں کہ اس سال حجاج کرام کے حج پہ جانے سے پہلے پہلے تمام رافضیوں کو خواہ وہ کسی فرقے سے بھی تعلق رکھتے ہوں۔ کفر و مرتد اور بدترین دشمن اسلام قرار دیا جائے۔ اسلامی سوسائٹی سے انہیں بالکل کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھا جائے۔ اسلامی لٹریچر میں ان وجہ سے جتنی گندگی اور غلاظت داخل کی گئی ہے اس سے اسلامی لٹریچر کی تطہیر کی جائے۔ خصوصیت کے ساتھ اسلامی تاریخ پر تحقیق کی جائے اور اس میں تو چیزوں کو نکال کر صحیح اسلامی تاریخ مدون کی جائے۔ اس طرح لٹریچر کے دوسرے شعبوں کو بھی مسلم بنا دیا جائے۔

خادمِ اہلسنت
محمود اقبال
پوسٹ بکس ۲
حاصل پور
ضلع بہاول پور